خطرناک لاشیں (از ابن صفی)

> خطرناک لاشیں (از ابن صفی)محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب نے مضطربانہ انداز میں سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ماؤتھ پیس میں بولے رحمان اسپیکنگ! فوراً آؤ۔ میں آفس سے بول رہا ہوں۔

سلسلہ منطقع کرکے انہوں نے سامنے پھیلے ہوئے کاغذات سمیٹے اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک خوش پوش اور وجیہہ آدمی چق ہٹا کر اندر داخل ہوا۔

رحمان صاحب آنکھوں کی جنبش سے کاغذات کی طرف اشارہ کرکے پائپ میں تمباکو بھرنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں گہرے تفکر کے آثار ہویدا تھے۔

آنے والے نے کاغذات اکھٹے کرکے چمڑے کے ایک تھیلے میں بند کئے اور دوسری میز پر جاکر تھیلے کو سیلیگ ویکس سے سیل کرنے لگا۔ کمرے کی فضا پر بوجھل سی خاموشی مسلط تھی اور بالکل ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے بیٹھنے والے کبھی بولتے ہی نہ ہوں۔

تھیلا سیل کرکے وہ آدمی اسے پھر رحمان صاحب کی میز پر لایا! رحمان صاحب نے اس پر لگی ہوئی سیلوں کا جائزہ لیا پھر ایک سیل سے منسلکہ کارڈ پر اپنے دستخط کرنے لگے!

اتنے میں چپڑاسی نے آکر ایک وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔ یہ کارڈ غالباً کیپٹن فیاض ہی کا تھا! رحمان صاحب نے سر ہلا کر آنے والے کے داخلے کی اجازت دی! چپڑاسی پھر سے باہر چلاگیا! کیپٹن فیاض کے اندر داخل ہوتے ہی وہ آدمی تھیلا لہرے باہر نکل گیا!

بیٹھ جاؤ! رحمان صاحب نے فیاض کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ پائپ سلگارہے تھے! فیاض کا چہرہ اترا ہوا تھا! ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ یہاں محض ڈانٹ پھنکار سننے کے لئے آیا ہو!

ہاں کیا قصہ ہے؟

کیا عرض کروں جناب! یہ معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

میں صرف واقعہ معلوم کرنا چاہتا ہوں!

فیاض نے ایک طویل سانس لے کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر بولا! آج روشن آباد میں ایک لاش سڑک پر پائی گئی۔ روشن آباد پولیس اسٹیشن کا انچارج اس کی اطلاع ملتے ہی موقعہ واردات پر پہنچا لیکن لاش پر جھکا ہی تھا کہ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور پھر نہ وہاں لاش کا پتہ تھا اور نہ انچارج کا!

فیاض نے خاموش ہوکر پھر ایک طویل سانس لی اور تھوڑے توقف کے بعد بولا۔ لیکن تقریباً سوگز کے گھیرے میں لاتعداد گوشت کے تکڑے تکڑے بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے!

بم! رحمان صاحب نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہوئے پوچھا!

خدا بہتر جانتا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا! کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ انچارج پر بم پھینکا گیا تھا! ایسے نشانات بھی نہیں ملے کہ بم کے متعلق سوچا جاسکے۔ ویسے دھماکہ تو دور دور تک سنا گیا تھا۔

پھر آخر اسے کیا کہو گے؟

کیا عرض کیا جائے جناب کچھ سمجھ میں نہیں آتا!

لاش کی شناخت ہوسکی تھی!

نہیں جناب اس کی تو نوبت ہی نہیں آنے پائی!

سنا ہے لاش بالکل برہنہ تھی!

جی ہاں! بالکل برہنہ!

زخم کے نشانات!

نہیں جناب! جن لوگوں نے لاش دیکھ کر تھانے میں اطلاع پہنچائی تھی ان کا بیان ہے کہ نہ تو انہوں نے لاش کے آس پاس کہیں خون کے دھبے دیکھے تھے اور نہ مرنے الے ہی کے جسم پر کہیں کوئی زخم تھا!

فیاض!

جناب والا!

کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ لاش الٹ پلٹ کر دیکھی گئی تھی!

جی نہیں!

پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ لاش پر زخم نہیں تھے۔

میں عرض کیا نا کہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جس کی تصدیق نہیں ہوسکی تھی! انچارج کچھ بتانے کے لئے زندہ ہی نہیں بچا!

مرنے والا کوئی غیر ملکی تو نہیں تھا!

میری دانست میں تو وہ ایشیاء ہی کے کسی ملک سے تعلق رکھتا تھا ورنہ اس کے کپڑےکیوں اتار لیے جاتے!

میں نہیں سمجھا!

غالباً اس کی قومیت ہی چھپانے کے لئے اس کا لباس اتار لیا گیا تھا!

ہاں یہ چیز کسی حد تک ممکن ہے! رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! لیکن کیا آس پاس کے کسی آدمی نے مرنے والے کو پہچانا نہیں تھا!

جی نہیں! ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں مل سکی!

پھر اب تم کیا کرو گے!

جب تک معاملات کی نوعیت سمجھنے نہ آئے!

معاملات کی نوعیت سمجھنے کیلئے تم اسی نالائق کے پاس دوڑو گے! غالباً اشارہ عمران کی طرف تھا۔ ضروری نہیں جناب! پھر اگر دوڑنا ہی پڑا تو ظاہر ہے کام نکلنے سے مطلب!

بکواس ہے! اسی طرح سارے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اگر یہی حال رہا تو پھر اپنے محکمے کا وجود ہی عضو معطل ہوکر رہ جائے گا! میں نہیں سمجھ سکتا کہ محکمہ خارجہ نے داخلی امور میں کیوں دخل اندازی شروع کردی ہے!

میں نہیں سمجھا!

کچھ نہیں! رحمان صاحب ٹال گئے! وہ اس نئے محکمے کے متعلق تفصیل میں نہیں جانا چاہتے تھے جس کا چیف آفیسر ایکسٹو تھا!

فیاض صرف اتنا ہی جانتا تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے کچھ ممبر دارالحکومت میں بھی رہتے ہیں! اسے نہ تو ان کے اختیارات کا علم تھا اور نہ ہی معلوم تھا کہ ان کا طریق کار کیا ہے! اور یہ بات بھی پہلی بار اس کے علم میں آئی تھی کہ عمران کو درمیان میں لانے سے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اسے اس اطلاع پر حیرت ہوئی تھی۔ لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ رحمان صاحب اس مسئلے پر وضاحت کے ساتھ گفتگو کرنے پر تیار نہیں تو وہ بھی خاموش ہوگیا۔ ہوسکتا ہے کہ مقتول روشن آباد کا باشندہ ہو اگر کوشش کی جائے تو معلوم ہوسکتا ہے!

جی ہاں، میں کوشش کررہا ہوں! لیکن ابھی تک کوئی امید افزا صورت نہیں نظر آتی!

اس واقعہ کے کس پہلو پر تم زیادہ زور دے رہے ہو!

دھماکے پر جناب! یہ ایک غیر معمولی چیز تھی! ایسے واقعات تو کبھی افواہاً بھی سننے میں نہیں آئے! پھر اس دھماکے کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا تھا کہ لاش کی شناخت نہ ہوسکے!

لیکن وہ دھماکہ پہلے بھی تو ہوسکتا تھا! رحمان صاحب نے کہا!

کیا یہ ضروری تھا کہ لاش اسی وقت ناقابلِ شناخت بنائی جاتی جب پولیس وہاں پہنچ جاتی!

اس سے پہلے ایسا کیوں نہ ہوا! اگر مقصد یہ تھا کہ اس طرح پولیس کو دھشت زدہ کیا جائے تو پھر اس کا مقصد بھی تلاش کرنا پڑے گا!

دھماکے کے متعلق دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ لاش کے پھٹنے ہی کی پناہ پر ہوا تھا!

قریب وجوار سے اگر بم پھینکا گیا ہوتا تو کچھ اور لوگوں کا بھی زخمی ہونا ضروری تھا! کیونکہ لاش کے گرد کافی بھیڑ تھی! مگر صرف انچارج ہی کے چیتھڑے اڑگئے جو لاش پر جھکا ہوا تھا، بقیہ لوگوں کے جسموں سے گوشت کے لوتھڑے ہی ٹکرائے تھے!

پہلی بات تو یہ کہ لاش برہنہ تھی! رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

تمہارا کیا خیال ہے کہ مرنے والے کی قومیت اور وطنیت چھپنانے کے لئے اسے برہنہ کردیا گیا تھا! پھر تمہاری دانست میں وہ دھماکہ اس لئے تھا کہ لاش ہی قابل شناخت نہ رہ جائے! یہ دونوں نظریات یک جا نہیں ہوسکتے ان میں سے ایک کو لامحالہ رد کرنا پڑے گا!

لاش بھی اسی وقت ناقابلِ شناخت بنائی جاسکتی تھی جب مرنے والے کی قومیت چھپانے کے لئے اسے برہنہ کیا گیا تھا! یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ کچھ دیر لاش کی نمائش کرنے کے بعد اسے ناقابلِ شناخت کیوں بناگیا!

جی ہاں یہ ایک بہت الجھاؤ ہے! حقیقت یہ ہے جناب کہ ابھی میں کوئی نظریہ قائم ہی نہیں کرسکا ہوں! فون کی گھنٹی بجی رحمان صاحب نے ریسیور اٹھالیا! پھر فیاض سے بولے تمہاری کال ہے!

فیاض نے ریسیور ان سے لیا چند لمحے دوسری طرف سے بولنے والے کی طرف کان لگائے رہا پھر ریسیور رکھتا ہوا بولا۔ ایک آدمی میرے آفس میں لایا گیا ہے جس نے مقتول کو پھچلی شام دیکھا تھا!

رحمان صاحب سر کو خفیف سی جنبش دے کر بولے! مجھے حالات سے باخبر رکھنا!

بہت بہتر جناب!

جاسکتے ہو! رحمان صاحب نے کہا اور پائپ دانتوں میں دبائے کاغذات کی طرف متوجہ ہوگئے۔ فیاض اٹھ گیا۔

جولیا نے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے! دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا!

کیا خبر ہے! ایکسٹو کی آواز آئی!

کیپٹن فیاض کو ایک ایسا آدمی مل گیا ہے جس نے مرنے والے کو پچھلی شام کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔

کہاں دیکھا تھا؟

کوئینس روڈ کے تیسرے چوراہے پر! وہ بہت زیادہ نشے میں تھا اور لڑکی سے کہہ رہا تھا کہ وہ پہاڑی ٹٹو ہے اس لئے کار میں نہیں بیٹھے گا! دونوں پیدل ہی چل رہے تھے لیکن وہ نشے کی زیادتی کی وجہ سے لڑکھڑارہا تھا! لڑکی نے ٹیکسی پر چلنے کی تجویز پیش کی تھی! اس پر اس نے کہا تھا کہ وہ اسی کی پیٹھ پر سوار ہوجائے پھر جہاں کہے گی سرپٹ دوڑتا ہوا لے جائے گا۔ وہ خود ہی پہاڑی ٹٹو ہے کار میں نہیں بیٹھے گا!

پھر!

گواہ ان کا تماشہ دیکھنے کے لئے کچھ دیر وہاں رکا تھا! پھر لڑکی نے ایک ٹیکسی رکوائی لی اور وہ وہاں سے چلے گئے تھے! اتفاق سے گواہ نے آج لاش بھی دیکھی تھی اور اس پر نظر پڑتے ہی اسے پچھلی رات کا واقعہ یاد آگیا تھا۔

مرنے والے کے متعلق اس نے کیا بتایا ہے؟ کیا وہ کوئی مقامی تھا!

جی نہیں اس کا بیان ہے کہ وہ اسے نیپالی معلوم ہوا تھا! لڑکی اور وہ دونوں انگریزی میں گفتگو کررہے تھے! لڑکی سفید فام تھی! لیکن گواہ یہ نہیں بتاسکا کہ اس کا تعلق مغرب کے کس ملک سے ہوسکتا ہے۔!

گواہ کے متعلق تفصیل!

وہ جوزف اینڈ جوزف کی فرم میں چیف اکاؤنٹنٹ ہے! نام جعفر سعید تیرہ جاوید اسٹریٹ میں رہتا ہے! کیا تم نے براہِ راست گفت اسی آدمی جعفر سعید سے معلومات حاصل کی ہیں۔

جی نہیں! یہ اطلاعات صفدر نے سوپر فیاض کے آفس سے فراہم کی ہیں۔

اس آدمی سے براہِ راست گفت و شنید کرو! اس کے لئے تم بذات خود ہی موزوں ہو!

بہت بہتر جناب!

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا! جولیا نے جیسے ہی ریسیور رکھا پھر گھنٹی بجی!

ہیلو! اس نے دوبارہ ریسیور اٹھا ماؤتھ پیس میں کہا!

صفدر اسپیکنگ!

یس صفدر پلیز!

کیپٹن فیاض کے آدمیوں نے جعفر سعید کی نگرانی شروع کردی ہے! تین آدمی مستقل طور پر اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں! یہ تعاقب تقریباً ساڑھے تین گھنٹے سے جاری ہے! اس وقت جعفر سعید اپنے آفس میں ہے لیکن وہ تینوں باہر اس کے منتظر ہیں!

اس تعاقب یا نگرانی کا مقصد کیا ہے!

مقصد نہیں معلوم ہوسکا!

تم نے بروقت اطلاع دی! شکریہ! اور کچھ کہنا ہے!

نہیں دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

جولیا نے ڈس کنکٹ کرکے پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کیے اور صفدر سے ملی ہوئی اطلاع اس تک پہنچائی۔ اگر فیاض کے آدمی اس کا تعاقب کررہے ہیں تو تم اس سے ہرگز نہ ملنا! دوسری طرف سے آواز آئی۔ دوسرے احکامات کا انتظار کرو۔

ایکسٹو نے سلسلہ منقطع کردیا۔

عمران نے کوئنس روڈ کی تیرھویں عمارت کے سامنے رک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کمپاؤنڈ میں داخل ہوگیا۔ اسے یقین تھا کہ آس پاس کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس پر نگرانی کرنے کا شبہ کیا جاسکے اور مختصر سی روش طے کرکے برآمدے میں آیا! دوسرے ہی لحمے میں اس کی انگلی کال بیل کے بٹن پر تھی!

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھے آدمی نے باہر سر نکال کر عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا!

کیا مسٹر جعفر سعید تشریف رکھتے ہیں ہیں! اس نے پوچھا۔

جی فرمائیے!

آپ ہی ہیں!

جی ہاں!

مجھے کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔

بوڑھے نے ایک طویل سانس لی اور مردہ سی آواز میں بولا۔ تشریف لائیے۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

کچھ دیر بعد عمران ایک مختصر نشست کے کمرے میں بیٹھا اس سے گفتگو کررہا تھا۔

آپ کو یقین ہے کہ وہ کوئی نیپالی ہی تھا!

میرا اندازہ ہے! میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا! ویسے اس کے چہرے کی بناوٹ نیپالیوں جیسی ہی تھی!

میں آپ کی یاداشت کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا مسٹر سعید آپ نے اسے سرراہے دیکھنے کے باوجود بھی مردہ حالت میں پہچان لیا!

پہچان لینے کی وجہ تھی۔ میں نے اسے اسطرح نہیں دیکھا تھا جیسے دو اجنبی قریب سے گزرتے وقت ایک دوسرے پر یونہی لایعنی سی نظریں ڈالتے ہیں! میں تو اس کے بہکنے کے تماشے دیر تک دیکھتا رہا تھا!

لڑکی دیسی ہی تھی۔

جی نہیں! مجھے یقین ہے کہ وہ یورپین تھی! لیکن پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ اس کی صحیح قومیت کا اندازہ نہیں کرپایا تھا! ویسے وہ دونوں ہی انگریزی میں گفتگو کررہے تھے۔

لڑکی کا لہجہ انگریزوں کا سا نہیں تھا۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں مجھے تو نہیں معلوم ہوا تھا۔ سعید نے جواب دیا۔

آپ انہیں اسی چوراہے پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تھے۔

جی نہیں میں اس وقت آگے بڑھا تھا جب وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے تھے۔

لڑکی نے ٹیکسی ڈرائیور کو کہاں کا پتہ بتایا تھا۔

میں نہیں سن سکا تھا! اس نے اکتا کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

اگر یہ معلوم ہوتا کہ دوسرے دن اسکی برہنہ لاش نظر آئیگی تو ضرور سننے کی کوشش کرتا۔

عمران نے سوچا ممکن ہے یہ آدمی اخبارات میں اپنا نام دیکھنے کا شائق ہو اور جو کچھ بھی اس نے بتایا ہے اس میں سرے سے صداقت ہی نہ ہو! پھر بھی وہ اس سے لڑکی کا حلیہ پوچھ ہی بیٹھا۔

میرا خیال ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر خوبصورت تھی! اس سے زیادہ میں اور کچھ نہ بتا سکونگا۔

یہی بہت ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر حسین تھی۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

اگر نہ ہوتی تو ہم یا آپ اس کا کیا بگاڑ لیتے۔ اچھا تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

عمران اٹھ گیا۔

تیسرے چوتھے دن پھر ایک برہنہ لاش شہر کے ایک حصے میں پائی گئی۔ لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ لاش کے قریب بھی جاتا! قریبی تھانے میں بھی اس کی اطلاع پہنچی اور پولیس وہاں آگئی جہاں لاش پڑی ہوئی تھی لیکن دور ہی سے اس کا جائزہ لیا جاتا رہا۔

سورج ابھی نہیں طلوع ہوا تھا! سڑکیں پوری طرح نہیں جاگی تھیں پھر بھی اس حصے میں جہاں لاش پڑی ہوئی تھی تل رکھنے کی بھی جگہ نہ رہ گئی تھی!

لاش کے قریب جانے کی ہمت کوئی بھی نہ کرسکا! پھر سورج طلوع ہوا اور اہستہ آہستہ تمازت بڑھتی رہی اس دوران میں پولیس نے اتنا ہی کام کیا کہ لاٹھی چارج کرکے ٹریفک کے لئے سڑکیں صاف کردیں! اس وقت تک سارے آفیسر بھی وہاں پہنچ گئے تھے!

ایک بڑی ایمبولینس گاڑی لاش کے قریب لے جائی گئی! لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک زور دار دھماکے ساتھ لاش کے پرخچے اڑ گئے گوشت کے لوتھڑے اچھل اچھل کر دور تک بکھر گئے تھے! لیکن اس بار کسی زندہ آدمی کی شامت نہیں آئی تھی!

اس بھیڑ میں عمران بھی موجود تھا اور لاش کے اس طرح پھٹ جانے پر اس نے اس انداز میں اپنے سر کو جنبش دی تھی جیسے وہ کسی حد تک اس معاملے کی نوعیت کو سمجھ چکا ہو!

کیپٹن فیاض بھی اس کے قریب ہی موجود تھا! لیکن اسے علم نہیں تھا کہ عمران پہلے ہی اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گرانڈ ہوٹل کے ایک کیبن میں بیٹھے گفتگو کررہے تھے! فیاض ہی اُسے یہاں لایا تھا۔

کیا خیال ہے؟ فیاض نے اس سے پوچھا!

میں سوچ رہا ہوں کہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی شادی کرڈالوں! عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا! بات دراصل یہ ہے کہ اب میں اپنی پرسکون زندگی سے تنگ آگیا ہوں! بیوی کی کائیں کائیں اور بچوں کی چیخ دھاڑ کے لیے کان ترس گئے رہے ہیں!

فیاض کچھ نہ بولا! وہ سوچ رہا تھا کہ عمران سے اس مسئلے پر گفتگو ہی نہ کرے! لیکن پھر وہ خود پر قابو نہ پاسکا!

کیا تم اِدھر اتفاقاً ہی نکل آئے تھے؟

ہاں! وہ اِدھر ہی تو ہے! کیا کہتے ہیں اسے! گھیرال! دریال! پتہ نہیں بھول رہاں! ارمال وہ اس گھر کو کیا کہتے ہیں جہاں کسی کی شادی ہوتی ہے! ارے ہاں! ستھرال!

سسرال! فیاض برا سا منہ بنا کر بولا!

ہاں وہ اِدھر ہی ہے جہاں بات چیت چل رہی ہے!

وہ توہ تمہاری پیدائش سے پہلے ہی سے چل رہی تھی! فیاض جل کر بولا تھا!

نہیں تو! تم نے کسی اور کے متعلق سنا ہوگا! یہ تو ابھی کی بات ہے۔ میں نے خود ہی معاملات طے کئے ہیں!

مگر مجھے تمہاری شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے!

دلچسپی لے کر دیکھو کہ کیا حال کرتا ہوں تمہارا! عمران غصیلی آواز میں بولا! میں جانتا ہوں کہ اِدھر اُدھر کرنے والے میری شادی کبھی نہ ہونے دیں گے۔ لیکن میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ سسرال کا پتہ دوں گا! ہرگز نہیں! خود تم سر پٹخ کر مرجاؤ!

میرا دماغ مت چاٹا کرو! صرف اُسے الو بنانے کی کوشش کیا کرو جو تمہیں جانتا نہ ہو!

میں تو یہی سمجھتا تھا کہ تم مجھے نہیں جانتے! عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

کیا تم اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہو!

کیوں نہ لوں سوپر فیاض! یہ کیس ہی ایسا ہے!

کیا خیال ہے ان لاشوں کے متعلق!

بہت اچھا خیال ہے! اگر کبھی کسی لڑکی کی لاش نظر آئی تو اسی سے شادی کرلوں گا۔

سوپر فیاض کیا بتاؤں! اگر میں کوئی ناول نویس ہوتا تو ان لاشوں کے متعلق ایک ناول ضرور لکھتا اور اس کا نام رکھتا لاشوں کے پٹاخے، کیا خیال ہے؟

میں تم سے مدد کا طالب نہیں ہوں!

مجھے معلوم ہے سوپر فیاض کہ تم نے آئے دن نئی اور خوبصورت اسٹینو لڑکیاں رکھ کر کافی ترقی کرلی ہے! اور کسی دن بیوی کے ہاتھوں وکٹوریہ کراس پاکر کرئی دہرمشالہ کھول لو گے! اور!

مجھ سے بے تکی بکواس نہ کرنا سمجھے!

تم مجھے بہت دنوں سے جانتے ہو، سوپر فیاض اور نہ بتانا!

تم سے گفتگو کرنا بھی......!

ہاں اپنی بے عزتی کرانے کے مترادف ہے! عمران نے سر ہلا کر کہا!

"اس لئے تم چائے کی قیمت ادا کئے بغیر اٹھ جاؤ گے۔ ٹھیک ہے! مگر میں تمہیں آگاہ کردوں گا کہ میں سسرال سے واپس آ رہا ہوں اس لئے میری جیبوں میں تمہیں ایک پائی بھی نہ ملے گی!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے چائے پیتا رہا!

عمران نے کچھ دیر بعد کہا! "اس سلسلے میں جعفر سعید کے پیچھے جھک مارنا فضول ہے!"

"تم کیا جانو!" فیاض چونک پڑا!

"میرے لئے یہ سوال غیر ضروری ہے!"

"نہیں بتاؤ! تمہیں جعفر سعید کے متعلق کیسے علم ہوا؟"

"میں تم سے کبھی اس قسم کی باتیں نہیں پوچھتا!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "پتہ نہیں میں کس جعفر سعید کا تذکرہ کر رہا ہوں اور تمہارے ذہن میں کوئی اور جعفر سعید ہو!"

"تم باقاعدہ طور پر محکمے کی ٹوہ میں رہتے ہو!"

"اگر میرا فلیٹ تمہارے محکمے کی ٹوہ میں ہے تو میں بلاشبہ اس میں باقاعدہ طور پر رہتا ہوں! اور کوئی مجھے وہاں سے نکال نہیں سکتا!"

فیاض کچھ دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "تو تم پہلے ہی سے اس کے چکر میں ہو! اس لئے جعفر سعید کے متعلق تمہیں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہو گا۔!

"میں نے اس کے سلسلے میں اپنا وقت برباد کیا" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن سوپر فیاض اگر تم عقل سے کام لو تو وہ آدمی کار آمد بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"کس طرح؟"

"غیر ملکی عورتوں کے ریکارڈ نکالو! اُن کے شناختی فارم پر ان کی تصویریں موجود ہی ہوں گی!۔۔۔ پھر اس آدمی جعفر سعید کو آزماؤ! یہ ایک مشکل کام ہے بڑا وقت صرف ہو گا! مگر ہو سکتا ہے کہ تصویر سامنے آنے پر اسے اس لڑکی کا حلیہ یاد آجائے!"

"میں کہتا ہوں! اگر وہ کوئی یورثیسیئن ہوئی تو--- یورثیسیئن اور یوروپین میں تمیز کرنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں! اگر وہ کوئی مقامی یورثیسیئن ہی ہوئی تو اس کا ریکارڈ کہاں ملے گا!"

"اچھا تو پھر دوسری تدبیر سنو!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"سناؤ!"

"آج نہا دھو کر عطر مل کر سو رہنا! میں بارہ بجے رات کو حصار کھینچ کر ایک وظیفہ پڑھوں گا۔! لڑکی تمہیں خواب میں نظر آجائے گی۔ اس کے علاوہ اگر کبھی عشق میں ناکامی ہو! لاٹری سٹہ ریس میں کوئی دشواری پیش آئے، مقدمے میں ناکامی کا اندیشہ ہو تو سیدھے میرے پاس چلے آنا۔"

"بکواس شروع کر دی تم نے!"

"پھر میں کیا کروں! جب تم محض اس کے یورثیسیئن ثابت ہو جانے کے ڈر سے ریکارڈ الٹنے کی ہمت نہیں کر سکتے تو پھر اس کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جاتا ہے کہ میں عمل عملیات اور پھونک جھاڑے کام نکالنے کی کوشش کروں!"

"پریشان مت کرو! میں یونہی بہت زیادہ بور ہو چکا ہوں!"

"میں نے تمہیں شاذونادر ہی خوش دیکھا ہے!" عمران نے معموم لہجے میں کہا۔

"آخر ان لاشوں کے متعلق تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے!"

"شاید مرنے والے نے کوئی ٹائم بم نگل لیا تھا جو زہریلا تھا! زہر نے تو اس کا کام تمام کیا اور دھماکے نے جسم کے چیتھڑے اڑادیئے! اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے۔"

"عمران تمہاری شامت تو نہیں آگئی!"

"ابھی نہیں آئی! ابھی تو سسرال والوں سے بات چیت چل رہی ہے!" عمران نے سر ہلا کر بڑی سنجیدگی سے جواب دیا!

"میں کہہ رہا ہوں ڈھنگ کی بات کرو! ورنہ اگر میں بگڑ گیا تو تم اس کیس میں ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

"آہا--- ٹھہرو--- پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو!" محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے!"

"کچھ بھی نہیں! میں کیا جانوں کہ وہ کیا بلا ہے!"

"تو پھر رحمان صاحب ہی جھوٹے ہوں گے---!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا!

"کیا مطلب"

"رحمان صاحب نے ایک دن دوران گفتگو میں کہا تھا کہ عمران کو اس کیس میں گھسیٹنے کی کوشش مت کرنا ورنہ کیس سیکرٹ سروس تک پہنچ جائے گا!"

"پتہ نہیں! بھلا ان کی کہی ہوئی باتوں کے لئے میں کیسے جوابدہ ہو سکتا ہوں!"

"تو ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے!"

"ہر گز نہیں! میں تو آج کل کچے ٹماٹروں کا تھوک بزنس کر رہا ہوں!"

"خیر--- میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "لیکن اتنا یاد رکھو کہ مجھ سے بگاڑ کر ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

عمران نے اس جملے پر کچھ نہیں کہا خاموشی سے چیونگم کا پیکٹ پھاڑتا رہا! وہ چائے ختم کر چکے تھے! فیاض کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے!

کچھ دیر بعد عمران نے کہا۔ "سوپر فیاض! میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تین چار ماہ کی رخصت پر چلے جاؤ! ورنہ مفت میں کسی دن عمران سے ٹکرا کر اپنے ہاتھ پیر توڑ بیٹھو گے! خصوصیت سے اس کیس میں---؟"

"اچھی بات ہے!" فیاض جھلا کر بولا۔ "جس وقت بھی گرفت میں آگئے اس بُری طرح رگڑوں گا کہ صورت بھی نہ پہچانی جا سکے گی۔"

میں استدعا کرتا ہوں کہ اسی وقت میری صورت بگاڑ دو تاکہ میرے سسرال والے مجھے پہچان نہ سکیں! میں اب وہاں شادی نہیں کرنا چاہتا!

فیاض نے چائے کی قیمت ادا کی اور باہر نکل گیا!

جولیا نافٹنر واٹر کے فون کی گھنٹی بجی! لیکن ریسیور اٹھانے سے پہلے اس نے گھڑی کی طرف دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا! گیارہ بجنے والے تھے!

"ہیلو!---" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا!

"صفدر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں! بھئی کیا خبر ہے! مجھ سے کئی بار تفصیل مانگی جا چکی ہے!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ کہ شاہد اور ہلدا ملے کیسے تھے! ایکس ٹو کا خیال ہے کہ کیفے کاسینو میں اس کا اندازِ گفتگو دوستوں کا سا تھا۔

"آہا---تو کیا میرے علاوہ کوئی اور بھی اس معاملے کو دیکھ رہا ہے۔"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے۔" جولیا نے کہا۔

"آہا---ٹھیک، یہ عمران صاحب بھی کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے۔"

"ارے چھوڑو یہ قصہ، وہ کہاں نہیں نظر آتا۔" جولیا نے کہا۔ "مجھے ان دونوں کی ملاقات کی تفصیل بتاؤ۔"

"تفصیل احمقانہ ہے، پتہ نہیں کیوں یہاں کے سارے آفیسر خود کو عمران کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ان شاہد صاحب نے بھی اسی قسم کی ایک حرکت فرمائی تھی، ہلدا کوئی چیز خریدنے کے لئے ایک دوکان پر رکی تھی اور قیمت ادا کرنے کے لئے اپنا وینٹی بیگ کھولا تھا، پھر آگے بڑھ گئی۔ شاہد صاحب نے جھٹ اپنی جیب سے دس دس کے دو نوٹ نکالے اور اسکی طرف جھپٹے، اسے روک کر کہا کہ دیکھئے آپ کے بیگ سے شاید یہ روپے گر گئے تھے۔ اس نے وینٹی بیگ کھول کر اپنی رقم کا جائزہ لیا اور کہا کہ وہ روپے اس کے نہیں ہو سکتے۔ آپ نے بالکل عمران ہی کے سے انداز میں بے حد پریشانی ظاہر فرمائی اور

اس سلسلے میں اپنے بچپن اور آغوش مادر تک پہنچ گئے۔ والدہ محترمہ کے دو چار قول دہرائے جو بچپن ہی میں ان کے گوش گزار کئے جاتے رہے تھے، مثلاً کہیں کوئی چیز پڑی ہو تو ہر گز نہ اٹھاؤ------چور کے ساتھ حشر کے دن آگ میں ڈال دیئے جائیں گے اور بھی پتہ نہیں کیا کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہلدا کی جگہ تم ہوتیں تو شاید ایک آدھ تھپڑ رسید کر دیتیں مگر وہ تو اس سے بھی زیادہ خبطی پن کا مظاہرہ کرنے لگی تھی۔ اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ کئی سال سے کسی ایمان دار آدمی کی تلاش میں ہے، لیکن آج تک ایک بھی نہ مل سکا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہی تھی کہ شاہد جیسے آدمی سے راہ چلتے ملاقات ہو گئی، اس خوشی میں وہ اسے چائے پلانا چاہتی ہے اور اسکے بعد بھی وہ اس سے اکثر ملتی رہنا پسند کرے گی۔ اسطرح دونوں کیفے کاسینو میں پہنچے تھے، پھر پتہ نہیں کہ عمران صاحب کیسے نازل ہوئے اور اسکا تعاقب کرتے ہوئے کیفے کاسینو کی پشت والے شبینہ پوسٹ آفس تک گئے۔ ہلدا نے وہاں سے کسی کو فون کیا تھا اور اسکے بعد آپ بھی ٹیلی فون بوتھ میں تشریف لے گئے تھے اسکے بعد سے پھر کہیں نہیں دکھائی دیئے۔"

"تم اسکے بعد اسکا تعاقب کرتے رہے تھے۔"

"ہاں------وہ ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے، وہیں واپس گئی تھی، اسکا اور کوئی گھر نہیں ہے، مگر اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"یہ معلوم کر کے بتاؤں گی، اچھا بہت بہت شکریہ۔"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا، تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے اور اسے صفدر کی رپورٹ سنانے لگی، اسکی آواز سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی، ایکس ٹو کو رپورٹ دینے کے بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور مسہری پر گر گئی۔

دوسرے دن عمران کو اطلاع ملی کہ صفدر پھر ہلدا کا تعاقب کر رہا ہے اور شاہد ہلدا کے ساتھ ہے۔ وہ جولیا کی دوسری کال کا منتظر تھا جس سے اسے اطلاع ملتی کہ شاہد اور ہلدا محض سڑک پیمائی کر رہے ہیں یا کہیں بیٹھے بھی ہیں۔

اور یہ بات تو اب پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ لڑکی کسی نہ کسی جرم میں ضرور ملوث ہے ورنہ اسے پچھلی شام سگریٹ کے خالی پیکٹ میں اس قسم کا پیغام کیوں ملتا۔

اب عمران یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس لڑکی کی دیکھ بھال باقاعدہ طور پر کی جاتی ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ پچھلی شام جس شخص نے اسے پولیس کے خطرے سے آگاہ کیا تھا وہ شروع ہی سے اسکی دیکھ بھال کرتا رہا ہوگا؟

کچھ دیر بعد اسے جولیا کی طرف سے اطلاع ملی کہ شاہد اور ہلدا میونسپل گارڈن میں ہیں اور صفدر انکی نگرانی کر رہا ہے۔

عمران بھی میونسپل گارڈن کی طرف روانہ ہو گیا، لڑکی کے متعلق اسے جولیا سے رات کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے جہاں کام کرتی ہے اور شاہد کی داستان بھی معلوم ہوئی تھی۔ شاہد کی کہانی کا یہ مطلب تھا کہ وہ ابھی تک معاملے کی بات کی طرف نہیں آیا تھا بلکہ یہ حرکت صرف جان پہچان پیدا کرنے کے لئے کی گئی تھی۔

عمران کی دانست میں شاہد کا اقدام غیر مناسب نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ اب شاہد کے فرشتے بھی ہلدا کی اصلیت تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ویسے بھی وہ لڑکی اس کو کافی چالاک اور ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھنے والی معلوم ہوئی تھی۔

میونسپل گارڈن پہنچ کر ان دونوں کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔ وہ ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے مل گئے۔

عمران نے انکے قریب سے گزرتے وقت محسوس کیا کہ شاہد سچ مچ اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا ہے، ہلدا بار بار ہنس رہی تھی۔

اچانک عمران کی نظریں ایک آدمی پر رک گئیں جو ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے پچھلی شام کیفے کاسینو میں ہلدا کے قریب سگریٹ کا خالی پیکٹ پھینکا تھا۔

یہ تھا تو دیسی ہی لیکن وجیہہ اور جامہ زیب آدمی تھا۔ چہرے پر معصومیت تھی جس کی بنا پر یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ کسی غلط راستے کا راہرو ہوگا۔

اس نے صفدر کو بھی دیکھا جو لان پر اوندھا پڑا اخبار پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لڑکی وہاں سے تنہا رخصت ہو گئی-------جب وہ پھاٹک سے گزر گئی تو عمران نے صفدر کو بھی اٹھتے دیکھا۔

شاہد جانوروں کے کٹہرے کی طرف چلا گیا، لیکن وہ آدمی جہاں تھا وہیں بیٹھا پائپ پیتا رہا۔ گویا اسکا کام یہ تھا کہ وہ اسی وقت ہلدا پر نظر رکھے جب تک شاہد اسکے ساتھ دیکھا جائے۔

یہ چیز عمران کے لئے غیر متوقع بھی نہیں تھی، اس نے پچھلی شام ہی اندازہ کر لیا تھا کہ خود لڑکی کے آدمی بھی اسکی نگرانی کرتے ہیں اور یہی دیکھنے کے لئے وہ اس وقت یہاں آیا تھا، مگر یہ چیز اسکے وہم و گمان میں نہیں تھی کہ اس وقت بھی اسی آدمی سے مڈ بھیڑ ہو گی جس نے سگریٹ کا پیکٹ پھینکا تھا۔

اس اتفاق نے اس کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں، اگر اس آدمی کے علاوہ کوئی دوسرا اس وقت لڑکی کی نگرانی پر مامور ہوتا تو شاید عمران کو اس کا علم ہی نہ ہو سکتا کہ لڑکی کی نگرانی ہو رہی ہے کیونکہ وہ آدمی بھی اسی آدمی کی طرح وہیں بیٹھا رہ جاتا------شاہد اپنی راہ لگتا اور ہلدا اپنی راہ؟

یہ آدمی عمران کو ہلدا سے زیادہ اہم معلوم ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھا اور عمران نے اسکا تعاقب شروع کر دیا لیکن اب ایک نئی دشواری آ پڑی تھی۔ عمران نے سوچا کہ اگر وہ پیدل ہی چلتا رہا تو خود اسکی گاڑی میونسپل گارڈن کے باہر ہی کھڑی رہ جائے گی مگر باغ کے باہر پہنچتے ہی عمران کی باچھیں کھل گئیں کیونکہ یہ مشکل بھی آسان ہو گئی تھی، وہ آدمی ایک موٹر سائیکل پر بیٹھا ہوا اسے اسٹارٹ کر رہا تھا۔

بس تھوڑی دیر بعد عمران کی کار موٹر سائیکل کے پیچھے لگ گئی، موٹر سائیکل کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ شاید وہ آدمی اس معاملے میں کافی حد تک محتاط تھا۔

ہلدا کے مقابلے میں اس آدمی کو اہمیت دینے کا مقصد یہ تھا کہ عمران جلد از جلد اصل معاملے کی تہہ تک پہنچ سکے کیونکہ وہ اب مطمئن تھا۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق انہیں پر اسرا لاشوں سے ہوگا۔ ہو سکتا تھا کہ یہ لوگ کسی دوسرے چکر میں ہوں اور ان سے اتفاقاً ہی ٹکراؤ ہو گیا ہو۔

ہلدا کے متعلق تو ابھی تک کی رپورٹوں کا ماحصل صرف اتنا ہی تھا کہ وہ ایک مشن ہسپتال میں نرس ہے اور ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی بھی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اسکے ملنے جلنے والوں سے متعلق بھی معلومات حاصل ہو سکیں لیکن اس میں ناکامی ہی ہوئی تھی۔ ویسے ایک عمران کو ملا تھا مگر اسکا رویہ لڑکی کے ساتھ ایسا ہی تھا کہ دونوں کے تعلقات کی نوعیت پر روشنی نہیں پڑ سکتی تھی۔ وہ تو بس اسکی نگرانی کرتا تھا اور اس رویہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ آدمی بھی کسی کو جواب دہ ہوگا۔ مگر نہیں، عمران نے سوچا، یہ بھی ممکن ہے کہ صرف انہیں دونوں نے کسی قسم کا کھیل شروع کر رکھا ہو اور کسی تیسرے کا سرے سے وجود ہی نہ ہو۔

موٹر فراٹے بھرتی رہی اور اسکا تعاقب جاری رہا، تھوڑی دیر بعد عمران نے اسے ایک تار گھر کے سامنے رکتے دیکھا۔ وہ موٹر سائیکل سے اتر کر اندر چلا گیا۔ عمران بھی گاڑی روک کر اترا، دوسرے ہی لمحے میں وہ بھی تار گھر کے کمپاؤنڈ میں تھا۔

پھر اس نے اسے کھڑکی سے تار کا فارم لیتے دیکھا، وہ کھڑکی ہی پر جلدی جلدی فارم پر کچھ لکھنے لگا تھا جیسے ہی اس نے فارم لکھ کر کاؤنٹر کلرک کو دیا، عمران ٹیلی فون بوتھ میں گھس گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہاں ایکس ٹو کا لہجہ اختیار کرنے کا موقع نہیں تھا اس لئے اس نے اسے عمران ہی کی حیثیت میں مخاطب کیا۔

اسکی نظر کلائی کی گھڑی پر تھی اور وہ ماؤتھ پیس میں کہہ رہا تھا۔ "جولیا، کریم پورہ کے تار گھر سے تین بج کر سترہ منٹ پر ایک تار دیا گیا ہے، فوراً پتہ لگاؤ کہ

تار کسے اور کہاں دیا گیا ہے اور تار دینے والے کا نام اور پتہ بھی چاہئے۔ ارے ہاں میں عمران ہوں جلدی کرو۔۔۔۔فوراً۔۔۔۔؟"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بوتھ میں رک کر اس آدمی کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب اسکی موٹر سائیکل کافی فاصلے پر پہنچ گئی تو عمران نے بوتھ سے نکل کر تعاقب کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ سلسلہ گرین اسکوائر کی ایک کوٹھی میں ختم ہوا۔ عمران عمارت پر نظر ڈالتا ہوا آگے نکل گیا، کچھ دور جا کر اس نے کار روک دی اور نیچے اتر آیا۔

اب وہ کوٹھی کی طرف پیدل جا رہا تھا۔ پھاٹک پر اسے کسی کی نیم پلیٹ نہیں نظر آئی، ویسے وہ آس پاس کی شاندار عمارتوں میں سے تھی۔ عمران نے کوٹھی کے محلِ وقوع پر تفصیلی نظر ڈالی اور پھر اپنی کار میں آ بیٹھا۔۔۔۔۔۔اب وہ واپس جا رہا تھا۔

اپنے فلیٹ پر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے جولیا کو فون کیا، اس بار وہ ایکس ٹو کی حیثیت سے بول رہا تھا۔ "کیپٹن خاور سے کہو کہ گرین اسکوائر میں پیٹرک بار کے سامنے والی کوٹھی کی نگرانی کرے۔۔۔۔۔۔اس میں خصوصیت سے ایسے آدمی پر نظر رکھنی ہے جسکی چال میں خفیف سی لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔ وہ آدمی اس وقت اسی عمارت میں ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"یہ کام جلد سے جلد شروع ہونا چاہئے، اسے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اس عمارت میں کون رہتا ہے اور اس آدمی کا اس سے کیا تعلق ہے جسکی چال میں ۔۔۔۔۔۔ لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔"

"بہتر جناب۔"

"عمران نے جس تار کے متعلق تم سے کہا تھا اس کے لئے کیا ہوا۔"

"اوہ۔۔۔۔۔وہ، جی ہاں، اس سلسلے میں لیفٹیننٹ صدیقی تفتیش کر رہا ہے۔"

"ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

"جی نہیں -----"

"جیسے ہی معلوم ہو مجھے مطلع کرنا۔"

"تو عمران کو اطلاع نہ دی جائے۔"

"نہیں-----تم براہِ راست مجھے اطلاع دو گی۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے کپڑے اتارے اور صرف انڈر ویئر اور بنیان ہی میں رہا، حالانکہ سردیوں کے دن تھے اور یہاں کمرے میں ٹھنڈک بھی تھی لیکن موج ہی تو ہے، آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے سلیمان کو آواز دی اور وہ پہلے ہی سے چائے کی ٹرے سنبھالے ہوئے ادھر ہی آ رہا تھا۔

"ابے تو بولتا کیوں نہیں؟"

"جب آ ہی رہا تھا تو بولنے کی کیا ضرورت تھی۔" سلیمان نے کہا۔

"اچھا جی، اگر آتے وقت کوئی تمھاری گردن اڑا دیتا تب بھی تم خاموش ہی رہتے۔"

"نہیں صاحب، لپٹ پڑتا اس سے، خون پی لیتا۔"

"لپٹ پڑتے۔" عمران دہاڑا۔ "ابے تو پھر ان قیمتی برتنوں کا کیا ہوتا-------نمک حرام کہیں کے۔"

"نمک حرام نہ کہا کیجئے صاحب۔" سلیمان نے برا مان کر کہا۔

"کیوں-------" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اگر نمک حرام ہوتا تو دو آنے سیر کبھی نہ بکتا بلکہ بوتلوں میں پچپن روپے فی بوتل کے حساب سے فروخت ہوتا اور لوگ نمکین پکوڑے کھا کر ادھر ادھر غل غپاڑے مچاتے پھرتے۔"

"تیری باتیں سمجھنے کے لئے ارسطو کا دماغ چاہئے، میری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔ ابے تو کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔"

سلیمان نے چائے کی کشتی میز پر رکھ دی اور روہانسی آواز میں بولا۔ "آج میں بالکل پھکڑ ہوں اور بلبل ٹاکیز میں زندہ ناچ گانے کا آج آخری پروگرام ہے۔۔۔۔۔۔میرے خدا میں کیا کروں۔"

"خدا تیرے گناہ معاف کرے سلیمان۔" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

"وہ تو روز کے روز معاف ہوتے رہتے ہیں صاحب، آپ ان کے لئے پریشان نہ ہوں، اب اگر آج ہی آپ صرف ایک شو کے پیسے دلوا دیں تو واپسی پر خوب توبہ کروں گا۔۔۔۔سر پیٹوں گا۔۔۔۔ناک رگڑوں گا اور گڑ گڑاؤں گا، اللہ رحم کرے گا اور میرے آج کے گناہ معاف ہو جائیں گے، ہائے کیا آپ نے یہ شعر نہیں سنا۔

فردِ عمل سیاہ کیے جا رہا ہوں میں رحمت کو بے پناہ کیے جا رہا ہوں میں"

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔"

"اب تو میرے لائق نہیں رہ گیا۔"

"کیوں صاحب۔"

"تیرے لئے پیری مریدی زیادہ مناسب رہے گی، کیوں خواہ مخواہ میری عاقبت اور اپنی دنیا برباد کر رہا ہے۔"

"میں نے بھی سوچا تھا۔۔۔۔۔مگر نہیں چلے گی۔" سلیمان نے پیالی میں جائے انڈیل کر شکر ملاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں چلے گی۔۔۔۔۔۔"

"ابھی میری شادی نہیں ہوئی اس لئے ڈاڑھی نہیں رکھ سکوں گا۔"

"شادی کے بغیر مر جائے گا۔۔۔۔۔کیا؟"

"اب تو یہی سوچا ہے کہ اگر سال تک شادی نہ ہوئی تو مر ہی جاؤں گا--------"

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔"

"میں تجھے ڈس مس کر دوں گا اگر تو نے شادی کی۔"

"شادی نہ ہوئی تو میں خود ہی اپنے کو ڈس مس کر لوں گا صاحب۔"

"جی ہاں، یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا نہ گالی گلوچ نہ جوتم نہ پیزار---------میں تو تنگ آ گیا ہوں ایسی چپ چپاتی زندگی سے۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی------یہ عمران کا فون تھا، ایکس ٹو کا نہیں۔

"ابے دیکھ تو کون ہے۔" عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

سلیمان نے کال ریسیو کی اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر عمران سے کہا۔ "کیپٹن فیاض صاحب ہیں۔"

"اوہ-------" عمران مکا ہلا کر بولا۔ "کہہ دو صاحب مر گئے۔"

"صاحب مر گئے--------" سلیمان نے ببانگ دہل کہا اور فوراً ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔

"ابے-----یہ کیا------کیا؟"

"جو کچھ آپ نے کہا تھا۔" سلیمان نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔

"غصے میں کہا تھا۔" عمران غصیلی آواز میں بولا۔

سلیمان پھر فون کی طرف جھپٹا-------اور عمران نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"اب کیا ہے۔"

"کپتان صاحب کو بتا دوں کہ غصے میں مر گئے تھے۔"

"ابے اس شہر میں رہنا محال ہو جائے گا۔"

"پھر بتائیے نا کیا کروں؟" سلیمان اپنی پیشانی پر دو ہتھڑ مار کر بولا۔

"بلبل ٹاکیز۔" عمران اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"خدا آپ کو سلامت رکھے صاحب، صرف تین روپے۔۔۔۔سالوں نے بارہ آنے والی سیٹیں پیچھے پھینکوا دی ہیں۔۔۔۔۔بھلا بتائیے اتنی دور سے کیا مزا آ جائے گا۔۔۔۔۔مس بمبولا فلم اسٹار ڈانس کرے گی۔"

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تجھے بلبل ٹاکیز کی گیٹ کیپری مل جائے تو کیسی رہے گی۔"

"ہاں۔۔۔۔۔بہت اچھا ہوتا۔" سلیمان مایوسانہ لہجے میں بولا۔

"مگر پھر آپ کو رات کا کھانا ایک بجے سے پہلے نہیں مل سکتا۔"

"ابے میں تجھے ڈس مس کر دینے کے متعلق سوچ رہا ہوں۔"

"ذرا کر کے تو دیکھئے۔۔۔۔۔اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت ڈالوں گا۔۔۔۔۔پھر آپ کو قاتل کا سراغ لگانا پڑے گا۔۔۔۔۔اس سے کیا فائدہ؟"

دفعتاً پرائیوٹ فون کی گھنٹی بجی اور عمران چائے چھوڑ کر اس کمرے میں چلا آیا جہاں پرائیوٹ یعنی ایکس ٹو کا فون تھا۔

دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔ "جولیانا سر، وہ تار کسی مسٹر داور نے دیا تھا۔۔۔۔تار کا مضمون تھا کہ وہی پھر اسکے ساتھ تھا۔ یہ تار مقامی ہی تھا۔ سول لائن کے کسی ڈاکٹر گلبرٹ کے لئے تھا۔ پتہ ایک سو تیرہ اے، سول لائنز۔"

"تار دینے والے کا پتہ۔" عمران نے پوچھا۔

"گرین اسکوائر کی گیارہویں عمارت۔"

"گڈ۔۔۔۔۔" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں کہا۔ "اب صدیقی سے معلوم کرو کہ گرین اسکوائر کی وہ گیارہویں ہی عمارت تو نہیں ہے جسکی نگرانی کے لئے اسے ہدایت کی گئی ہے۔"

"جی ہاں----وہی عمارت ہے، صدیقی نے ابھی ابھی اپنی رپورٹ دی ہے اور اس شخص کا نام بھی داور ہے جسکی چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔"

"بہت خوب۔" عمران نے کہا۔ "تم بہت اچھی جا رہی ہو۔"

"بہت بہت شکریہ جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "صفدر کی رپورٹ بھی سن لیجئے، وہ اس لڑکی کو ہسپتال تک پہنچا کر واپس آ گیا ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی خاص قابل ذکر بات نہیں ہے۔"

"اچھا۔۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ اس ڈاکٹر گلبرٹ کے متعلق سوچنے لگا تھا جسے تار دیا گیا تھا۔

وہ نشست کے کمرے میں آ کر پھر چائے پینے لگا۔ سلیمان کچن میں جا چکا تھا۔ وہ بھی اچھا ہی ہوا تھا کیونکہ اب عمران تفریح کے موڈ میں نہیں تھا بلکہ کچھ دیر سنجیدگی سے سوچنے کے لئے وقت چاہتا تھا۔

لیکن اسے وقت نہ مل سکا کیونکہ کوئی باہر سے کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔ عمران نے جسم پر بے رنگ گاؤن ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ آنے والا کیپٹن فیاض کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا، اس نے دروازے کی چٹخنی گرا دی۔

فیاض آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔

"اوہ----تو تم موجود ہو۔" اس نے غرا کر کہا۔

"کیوں-----میں نے کہا خیریت ہے نا۔"

"اب تمہارے نوکروں کو بھی یہ مجال ہو گئی ہے کہ میرا مذاق اڑائیں۔"

"کیوں؟ کیا ہوا؟" عمران نے حیرت ظاہر کی پھر یک بیک چہرے پر شرمندگی کے آثار پیدا کر کے بولا۔ "ارے ہاں-----میں اس سور کو عنقریب ڈس مس کرنے والا ہوں، ابھی جب میں نے یہاں قدم رکھا تو وہ شراب کے نشے میں دھت تھا اور یہ دیکھو۔"

عمران نے لبادے کی ڈوری کھول دی اور صرف انڈر ویئر اور بنیان میں اس کے سامنے کھڑا رہا۔

"کیا مطلب۔" فیاض نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"روزانہ صرف کوٹ اتارا کرتا تھا، آج کمبخت نے نشے میں پتلون بھی کھینچ لی-----اب تم ہی بتاؤ، مگر تمھاری شان میں کیا گستاخی کی اس گدھے نے۔"

"میں نے فون پر تمھارے متعلق دریافت کیا تھا، بولا کہ صاحب مر گئے۔"

"حد ہو گئی نمک حرامی اور بد خواہی کی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"حالانکہ وہ سور اچھی طرح جانتا ہے کہ میں آج کل بالکل مفلس ہو رہا ہوں، مر گیا تو کفن کہاں سے آئے گا۔"

فیاض کچھ نہ بولا، برا سا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"چائے سوپر فیاض۔"

"نہیں شکریہ، تم میرے لئے بے حد تکلیف دہ ہوتے جا رہے ہو۔"

"اتفاق سے یہی شکایت مجھے بھی تم سے ہے۔"

"کیوں، میں نے کیا کیا ہے۔"

"آخر کار تمھارے آدمیوں نے عقلمندی کا ثبوت دینا شروع کر دیا۔"

"کیا تمھارا اشارہ اس لڑکی ہلدا کے معاملے کی طرف ہے۔"

"یقیناً"

"تم اسکے بارے میں کیا جانتے ہو۔"

"جب یہ معلوم ہے کہ تمھارا آدمی اس سے ربط و ضبط بڑھا چکا ہے تو میں نے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔"

"لیکن اسکے باوجود بھی پچھلی شام کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے۔" فیاض کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"اور یہ واقعی ایک بہت بڑا گناہ تھا کیونکہ اتفاق سے انسپکٹر شاہد اور ہلدا بھی وہیں موجود تھے۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا کہ تم وہاں اتفاقاً گئے تھے۔"

"یقین نہ کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ میں بہرحال وہاں موجود تھا۔"

"خیر اس سے بحث نہیں ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس لڑکی کے چکر میں نہ پڑو۔" فیاض مسکرایا۔

"تب تو پھر میرا خیال ہے کہ تمھارا اندازہ غلط ہی نکلا ہے۔"

"قطعی غلط! مجھے یقین ہے کہ تصویر کی شناخت میں غلطی ہوئی تھی۔"

"ہاہا۔۔! میں تو جانتا ہی تھا! مگر چلو خیر اچھا ہے۔ شاہد کی شامیں کچھ دنوں تک دلچسپی میں گزریں گی۔"

فیاض کچھ نہ بولا! عمران اپنے لئے چائے کی دوسرے پیالی تیار کر رہا تھا۔

"ہاں۔۔ تو پھر اب کس سمت تمہارے گھوڑے دوڑ رہے ہیں!" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے!"

"جس دن سمجھ میں آ گیا تم اپنے جامے سے باہر نظر آؤ گے۔"

"کیا مطلب!"

"کچھ بھی نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ جامے سے باہر ہونا بھی شاید ایک محاورہ ہے!"

"میں اس وقت محاوروں پر بحث سننے نہیں آیا!"

"پھر تم جو حکم دو!" سوپر فیاض۔

"اس کیس میں میری مدد کرو، ورنہ بڑی بدنامی ہو گی۔"

"اب بتاؤ! میں کیا کروں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی ہاتھ لگی تھی وہ بھی اس طرح نکلی جا رہی ہے!"

"ابھی تک اس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ اقوام متحدہ کے ادارہ خدمت خلق کی طرف سے یہاں بھیجی گئی ہے اور امریکن مشن ہسپتال کے ایک کمرے میں اس کا قیام ہے!"

"آھ کل کے زمانے میں اتنی ہی معلومات بہت کافی ہیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا تم اس سے زیادہ جانتے ہو۔" فیاض اسے گھورنے لگا۔

"ہرگز نہیں۔ بھلا میں اس سے زیادہ کیسے جان سکتا ہوں۔"

"نہیں تمہارے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ابے تم کون ہو میرے ناز و انداز دیکھنے والے۔" عمران نے غصیلے لہجہ میں کہا۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔" فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

دفعتا فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

" ہیلو۔۔!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں ہوں سلیمان۔۔۔ صاحب!" دوسرے طرف سے آواز آئی۔ "یہاں پرائیویٹ فون پر آپ کی کال تھی۔ میں نے ڈس کنکٹ کر کے۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں۔"

"اچھا، اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

سلیمان نے اس وقت بڑی ذہانت سے کام لیا تھا۔ پرائیوٹ فون کی گھنٹی بجی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا اور پھر عمران کے ذاتی فون کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ اس طرح دونوں کمروں کے درمیان رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

پرائیویٹ فون پر جولیا کے علاوہ اور کس کی کال ہوتی۔

"کیا تمہیں باہر جانا ہے۔" فیاض نے پوچھا۔

"نہیں تو۔"

"مگر تم نے ابھی کسی سے وعدہ کیا ہے۔"

"آہا۔۔**!**" عمران نے جھینپتے ہوئے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "یار فیاض یہ نہ جانے کون لڑکی ہے خواہ مخواہ فون پر بور کیا کرتی ہے۔ کہتی ہے آ جاؤ۔۔ آ جاؤ۔۔ آ جاؤ۔ پھر اس کے علاوہ میں کیا کہوں کہ اچھا آ رہا ہوں**!**"

"شاید میرے دماغ کی خرابی ہی مجھے اس طرف لائی ہے۔" فیاض بڑبڑایا۔

"قطعی قطعی سوپر فیاض۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ " میں کہتا ہوں کہ اگر تم صرف ایک ہی رات اس چھت کے نیچے گزارو تو پاگل کتے بھی تم سے پناہ مانگنے لگیں گے۔"

"عمران پچھتاؤ گے کسی دن۔ یہ میری وارننگ ہے۔" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"آخری وارننگ تو نہیں ہے سوپر فیاض۔" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

لیکن فیاض اس کا جواب دیئے بغیر باہر نکل گیا۔

عمران نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا اور پھر اس کمرے سے چلا آیا جہاں پرائیویٹ فون تھا۔ اس نے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا۔

"میں نے ابھی آپ کو رنگ کیا تھا جناب۔" جولیا نے کہا۔ " صفدر پھر ہسپتال جا پہچا ہے۔"

"مگر میں نے منع کر دیا تھا۔"

"میں اسے مطلع کرنا بھول گئی تھی جناب۔ معافی چاہتی ہوں۔ مگر اس وقت اس کی طرف سے ملی ہوئی اطلاع اہم بھی ہو سکتی ہے۔"

"ارے پوری بات بھی تو بتاؤ نا۔"

"لڑکی کسی سے خائف معلوم ہوتی ہے۔ اپنے کمرے میں بند ہو گئی ہے۔ کئی آدمی اس کا کمرہ کھلوانے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے۔"

"تب پھر کہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خائف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مر گئی ہو۔"

"میں نے بھی صفدر سے یہی سوال کیا تھا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ لڑکی زندہ ہے اور وہ دروازہ کھول کر باہر آنے سے انکار کر رہی ہے۔"

"اور کچھ۔۔!"

"دروازہ کھلوانے والوں میں ایک لڑکی بھی ہے جس کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے اور یہ لڑکی بھی غیر ملکی ہی ہے۔ صفدر اس کی قومیت کا اندازہ نہیں کر سکا۔"

فکر نہیں۔ ساری دنیا کی عورتیں ایک ہی قوم ہیں۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

"کچھ نہیں۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ بحثییت ایکس ٹو ان سے غیر ضروری گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔

وہ پھر اپنی نشست کے کمرے میں آیا۔ کپڑے پہننے اور باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اندھیرا پھیل چکا تھا اور خنکی بھی بڑھ گئی تھی۔

وہ اس حصے تک پیدل آیا جہاں کرائے پر گیراج لے رکھا تھا۔ گیراج میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

پھر کار کی ڈگی سے وہ سوٹ کیس نکالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے کی بناوٹ میں خاصی تبدیلیاں نظر انے لگیں۔ اب وہ کار گیراج سے نکال رہا تھا۔ گیراج کے چوکیدار اسے پہچانتے تھے اس لئے اس نے فلٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا لیا تھا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے تھے۔کار تیزی رفتاری سے امریکن مشن ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ فیاض کے آدمیوں سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ پتہ نہیں اس کا انجام کیا ہو۔ یہ تو کھلی ہوئی بات تھی کہ وہ کسی دوسرے کے لئے ہی کام کر رہی تھی۔۔۔ اور ایسے لوگ جو دوسروں کے لئے کوئی غیر قانونی حرکت کرتے ہیں اگر پولیس کی نظروں میں آ جائیں تو ان کی زبان کھلنے کے خوف سے کام لینے والا ان کی زندگیوں کے خواہاں ہو جاتا ہے۔

عمران نے کار کی رفتار تیز کر دی۔

کیپٹن فیاض نے ابھی ابھی گھر میں قدم رکھا تھا۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنا موڈ ٹھیک کر لینا زیادہ مناسب سمجھتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی اس کی پیشانی پر شکنیں دیکھ کر اور زیادہ بور کرنا شروع کر دیتی تھی۔

لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، فون کی گھنٹی بجی اور اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی زبردستی کی مسکراہٹ غضب آلود کھنچاؤ میں تبدیل ہو گئی۔

وہ ہر سامنے آتی ہوئی چیز کو ٹھوکر سے ہٹاتا ہوا فون کی طرف جھپٹا۔

"ہیلو!" وہ ماؤتھ پیس میں غرایا۔

دوسری طرف سے خالص اختری بائی فیض آبادی کے اسٹائل میں آواز آئی۔ "دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے۔"

"کون بیہودہ ہے؟"

"سوپر فیاض! وہی پرانا خادم!" فیاض نے اب عمران کی آواز پہچان لی اور دانت پیس کر بولا۔ " اب کیا ہے؟"

"امریکن ہسپتال پہنچ کر اپنی عقل مندی کا ثبوت ملاحظہ کرو۔ مگر ان برخوردار شاہد سلمہا کو ساتھ لانا مت بھولنا۔"

"آخر بات کیا ہے؟" فیاض کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"ہلدا پاگل ہو گئی ہے۔"

"نہیں۔۔۔!"

"ہاں پیارے۔ پاگل پن کے معاملے میں ہمیشہ بے حد سنجیدہ رہتا ہوں۔ تم آؤ تو!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ پاگل ہو گئی ہے۔"

" میں اس وقت ہسپتال سے زیادہ دور نہیں ہوں!"

"اچھا میں آ رہا ہوں! لیکن یہ بات غلط نکلی تو اچھا نہ ہو گا۔"

"آو بھی۔۔۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کے آواز آئی۔

اب فیاض نے انسپکٹر شاہد کو فون پر تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی۔ بدقت تمام وہ مل سکا اور فیاض نے اسے امریکن ہسپتال پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھی جلد ہی پہنچ جائے گا۔

پھر فیاض نے کسی طرح ایک پیالی چائے حلق میں انڈیلی اور امریکن مشن ہسپتال کی طرف خود بھی روانہ ہو گیا۔ اس کی کار ہوا سے باتیں کرتی جا رہی تھی۔

ہسپتال میں پہنچنے پر شاہد سے جلد ہی ملاقات ہو گئی۔ وہ بہت زیادہ بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"وہ پاگل ہو گئی ہے جناب۔ اس وقت آپریشن تھیٹر میں بے ہوش پڑی ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا قصہ ہے؟"

"کچھ دیر قبل کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر کئی آدمیوں نے کوسس کی۔ آخر کار وہ کمرے سے نکل ائی۔ اپنے کپڑے چیر پھاڑ ڈالے۔۔۔! اچھلتی کودتی رہی پھر گر کر بے ہوش ہو گئی! اکثر لوگوں پر چیزیں بھی کھینچ ماری تھیں!"

"سب سے پہلے کس نے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی!"

"یہی سوال یہاں بھی دہرایا جا رہا ہے! لیکن اھی تک معلوم نہیں ہو سکا! ہسپتال کا عملہ اس سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے!"

"شاید۔!"

"جی۔۔!"

"یہ سب کچھ محض تمہاری حماقتوں کا نتیجہ ہے! تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ اس سے مل بیٹھو!"

"مم! میں نے سوچا تھا جناب!"

"خاموش رہو! دوسروں کو ہنسنے کا موقع دیتے ہو! ایک بہترین گواہ ہاتھ سے نکل گیا!"

شاہد کچھ نہ بولا! سر جھکائے کھڑا رہا۔ فیاض کچھ سوچنے لگا تھا!

یک بیک اس نے کہا! "مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ پاگل ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کوئی وقتی قسم کا دورہ ہو!"

"نہیں جناب! ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ یک بیک ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے۔ اس قسم کے دورے اس پر کبھی نہیں پڑھے۔ خیال ہے کہ وہ مستقل طور پر پاگل ہو سکتی ہے!"

فیاض پھر خاموش ہو گیا! کچھ دیر پہلے ہی وہ عمران کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہلدا کوئی غیر متعلق لڑکی ہے اور تصویر شناخت کرنے والے سے غلطی ہوئی تھی! پھر یک بیک اسے ہو کیا گیا۔

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس حادثے میں کسی آدمی کا ہاتھ ہو!

پھر اب کیا کرنا چاہیے!

فیاض کو اس وقت کلی طور پر یقین ہو گیا تھا کہ عمران اس کیس کے سلسلے میں اس سے کہیں زیادہ باخبر ہے!

پھر کیا؟ اسے عمران ہی کو ٹٹولنا چاہیے! مگر یہ آسان کام نہیں تھا۔ اور اب تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ شتر غمزے دکھائے گا۔

"جاؤ اب آرام کرو!" اس نے شاہد سے زہریلے لہجے میں کہا۔ "کھیل بگڑ چکا ہے!"

"مجھے بے حد شرمندگی ہے! کپتان صاحب! میں معافی چاہتا ہوں! جی ہاں! مجھ سے حماقت سرزد ہوئی تھی!"

فیاض دوسری طرف مڑ گیا! اس نے ہسپتال میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

دوسرے صبح عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا!

"کیا خبر ہے! وہ ہوش میں آئی یا نہیں؟"

"آ گئی ہے جناب! مگر پھر بھی بے ہوش ہی ہے!"

"کیوں؟"

" نہ تو وہ کسی کو پہچانتی ہے اور نہ ہوش کی باتیں کرتی ہے۔"

"لیکن اس کے باوجود تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔

اس کی طرف سے بھی فورا ہی کال ریسیو کی گئی۔

"رپورٹ۔۔۔ فٹنر واٹر۔" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں پوچھا۔

"پچھلی رات لیفٹیننٹ صدیقی نے اس آدمی کا تعاقب کیا تھا جس کی چال میں لنگراہٹ پائی جاتی ہے۔"

"اس آدمی کا نام کیا ہے۔"

"نن۔۔۔ نام! دیکھئے جناب! نام تو مجھے یاد نہیں رہا۔"

"یہ کیا حماقت ہے! مجھے بھی نام تم ہی سے معلوم ہوا تھا۔ لیکن تم اسے بھلا بیٹھی ہو! نہیں جولیا اس طرح کام نہیں چلے گا۔ ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ کان کھلے رکھو! کیا سمجھیں!"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو گی!"

"اس کا نام داور ہے!" عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ داور، داور۔۔۔! ذہن میں تو تھا لیکن بس زبان پر ہی نہیں آ رہا تھا۔"

"اچھا۔۔۔ صفدر!"

"صفدر اس لڑکی کے پیچھے ہے جس نے ہلدا کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی۔ اس لڑکی کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے۔ وہ بارٹل سٹریٹ میں رہتی ہے۔ ہوٹلوں میں بیٹھنا اس کا ذریعہ معاش ہے۔"

"اس کے متعلق کوئی اہم بات۔"

"کوئی اہم بات ابھی تک نہیں معلوم ہو سکی۔"

"داور کے بارے میں کوئی خاص بات!"

" اس نے رات کا کچھ حصہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں گزارا تھا۔ اور کچھ حصہ گرینڈ میں! تقریبا تین بجے گھر واپس آیا تھا۔ بعد کی رپورٹ ابھی تک نہیں ملی۔"

"سول لائنز والے ڈاکٹر پر کون ہے۔"

"کیپٹن خاور۔۔ لیکن وہ ابھی تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھ سکا۔"

"اس ڈاکٹر کا نام یاد ہے۔"

"جی ہاں۔ ڈاکٹر گلبرٹ، یہ انگریز ہے۔"

"کیا وہ اپنے مکان میں موجود نہیں ہے۔"

"یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ لیکن مکان پر ڈاکٹر گلبرٹ کا نام کی تختی موجود ہے۔"

"مجھے شام تک اس کے متعلق بہت کچھ معلوم ہونا چاہیے۔ سمجھیں۔" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"میں خود بھی کوشش کروں گی جناب۔"

کیپٹن فیاض تھکے تھکے سے انداز میں مسکرایا۔ وہ بہت دیر سے عمران کی اوٹ پٹانگ باتین سن رہا تھا۔۔ اور انہیں برداشت بھی کر رہا تھا۔ کیونکہ اب اس کی امیدوں کا واحد مرکز عمران ہی تھا۔

عمران جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اس کیس کے سلسلے میں بہت آگے جا چکا ہے۔ بہت کچھ جانتا ہے۔ اتنا مواد اکٹھا کر چکا ہے کہ کسی وقت بھی اسے استعمال کر کے یہ قصہ نپٹا سکتا ہے۔

"سوپر فیاض!" یک بیک عمران سنجیدہ نظر آنے لگا! اور پھر کچھ دیر ٹھہر کر بولا۔ "تم اب اس سلسلے میں قطعی خاموشی اختیار کر لو! ورنہ لاکھ برس بھی کامیابی کی شکل نہ دکھائی دے گی!"

"دیکھو عمران! مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اگر تم ہی یہ قصہ ختم کر دو! مگر دشواری یہ ہے کہ قانون تمہارا ساتھ نہ دے گا۔"

"یہی تو آج تک نہیں سمجھ سکو گے! قانون یقینا تمہارا ساتھ دیتا ہو گا! مگر میرے پیچھے تو دم ہلاتا پھرتا ہے! تم اس کی پرواہ نہ کرو! جب بھی کسی کام میں ہاتھ لگاتا ہوں تو قانون اور مجرم دونوں ہی میری تاک میں رہتے ہیں۔ تم دیکھ ہی رہے ہو۔ میں آج بھی آزادی سے آئس کریم کھا رہا ہوں!"

"تمہاری مرضی!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔

"بس پھر وعدہ رہا کہ یہ کیس میں تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"ارے یار اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تو دراصل یہ چاہتا ہوں کہ شہر میں جو ہراس پھیلا ہوا ہےکسی طرح اس کا خاتمہ ہو جائے۔"

"ایسا ہی ہو گا۔" عمران نے یقین دلانے کے سے انداز میں سر ہلا کر بولا۔

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی! عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے سلیمان تھا جس نے اسے دوسرے کمرے سے پرائیویٹ فون پر کال کی اطلاع دی۔

عمران باتھ روم کے بہانے کمرے میں آیا۔ سلیمان یہاں موجود تھا۔

"عورت تھی یا مرد!"

"مرد ہی تھی جناب۔"

"تھا!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "مجھے غصہ نہ دلایا کرو ورنہ کسی دن بھسم کر دوں گا۔"

پھر اس نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے!

"کیوں؟" کیا تم نے مجھے رنگ کیا تھا!" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں!" دوسری طرف سے آواز آئی!" اس لڑکی کے متعلق رپورٹ دینی تھی۔"

"کوئی خاص بات!"

"جی ہاں! ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی قسم کے زہر کی وجہ سے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔"

"اس خاص بات کا علم تو مجھے پہلے ہی سے تھا۔ اور کچھ!"

"جی نہیں!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسے دراصل ڈاکٹر گلبرٹ اور داور کی فکر تھی۔ لیکن ان کے متعلق ابھی تک کسی قسم کی معلومات فراہم نہیں ہو سکی تھیں۔ وہ اگر چاہتا تو فیاض سے ڈاکٹر گلبرٹ کا ریکارڈ دیکھنے کی خواہش ظاہر کر سکتا تھا اور شاید اس اسٹیج پر فیاض سارا دفتر لا کر اس کے سر پر پٹخ دیتا۔ مگر دشواری یہ تھی کہ عمران فیاض پر اعتماد نہیں کر سکتا تھا۔ اگر وہ ڈاکٹر گلبرٹ کا تذکرہ اس سے کر دیتا تو وہ خود یا اس کا کوئی ماتحت ڈاکٹر گلبرٹ کی گود میں جا بیٹھنے کی کوشش شروع کر دیتا۔

صفدر تین دن سے اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ بارٹل اسٹریٹ کی ایک عمارت کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتی تھی۔ راتیں ہوٹلوں میں گزارتی تھی اور دن بھر فلیٹ میں پڑی رہتی تھی۔ اس کا نام مارتھا اور یہ یوریشئین تھی۔

پچھلے دنوں اس نے گرینڈ میں ایک شکار پھانسا تھا اور اس پر روغن قاز مل رہی تھی۔ یہ ایک وجیہہ نوجوان تھا۔ لیکن صفدر کا اندازہ تھا کہ عورتوں کے معاملے میں

بالکل اناڑی ہی ہے کیونکہ کل سے آج تک اس نے مارتھا پر بڑی رقم خرچ کر دی تھی۔

اس نے مارتھا سے کہا تھا کہ وہ بہت عرصہ سے کسی سفید فام لڑکی سے دوستی کا خواہشمند تھا۔۔ اور پھر یہ تھی بتا دیا تھا کہ نہ جانے کیوں اسے انگریز لڑکیوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس پر مارتھا بہت ہنسی تھی۔

آج بھی وہ دونوں گرینڈ میں تھے اور صفدر انہیں بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اس نوجوان نے مارتھا کو اپنا نام صادق بتایا تھا۔

"میں پچھلی رات سو نہیں سکا۔" وہ مارتھا سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟" مارتھا نے پوچھا۔

"بس نیند نہیں آئی تھی۔ تمہارے متعلق سوچتا رہا!"

"کیا سوچ رہے تھے؟"

"یہی کہ تم کتنی اچھی ہو!" کاش ہم بہت دنوں تک دوست رہ سکیں!"

"تم چاہو گے تو ضرور رہ سکیں گے۔"

"یہی تو مصیبت ہے۔۔!" صادق نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا مصیبت ہے۔۔؟" وہ بس یونہی رواداری میں سوالات کرتی جا رہی تھی۔ انداز سے نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ اسے اس موضوع سے ذرہ برابر بھی دلچسپی ہو۔

"مصیبت !" صادق نے پھر ٹھنڈی سانس لی "کل اگر کوئی تم سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی مل گئی تو میرا دل چاہے گا کہ اس سے دوستی پیدا ہو جائے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرو! ویسے ناولوں وغیرہ میں تو یہ پڑھتا ہوں کہ کسی ایک کو کسی ایک سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر وہ ساری زندگی کسی دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی اسے اپنی محبوبہ سے زیادہ حسین اور کوئی لڑکی ملتی ہی نہیں ہے۔ پھر مجھے اب تک کوئی ایسی لڑکی کیوں نہیں ملی جس کے آگے اور کوئی پسند ہی نہ آ سکتی!

"ارے ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے" مارتھا مضحکہ اُڑانے والے انداز میں ہنسی، "جب جوان ہو جاو گے تو کوئی ایسی لڑکی بھی مل جائے گی۔"

"کیا ۔ ۔ ۔ ؟" صادق نے کہا ۔ " ابھی تک میں جوان نہیں ہوں"

"ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ ۔ ۔ لیکن میں تمہاری پرورش کا ذمہ لیتی ہوں، بہت جلد جوان ہو جاو گے۔ ۔ ۔ لڑکے"

اس نے ویٹر کو آواز دی اور جب وہ قریب آ گیا تو بولی ۔ "بےبی کے لیے ٹافیاں لاو"

ویٹر شاید اسے نشے میں سمجھ کر مُسکراتا ہوا چلا گیا۔

"ارے ۔ ۔ ۔ تم میرا مضحکہ اُڑا رہی ہو" صادق نے حیرت اور غصے کے ملے جُلے اظہار کے ساتھ کہا ۔

"نہیں ڈئیر ۔ ۔ ۔ یہ مضحکہ نہیں بلکہ تمہاری عزت افزائی ہے۔ اس سے پہلے میں نے کسی کو بےبی نہیں کہا"

"کیا میں اتنا چھوٹا ہوں کہ تم مجھے بےبی کہو؟"

"یقینا تم ننھے سے بچے ہو۔ مجھے تم پر بے حد پیار آتا ہے۔ ۔ ۔ اور اب میں تمہارے لیے لوریاں سیکھوں گی۔"

"دیکھو ۔ ۔ ۔ میرا مذاق نہ اُڑاو ۔ ۔ ۔ ورنہ میں خود کُشی کر لوں گا۔"

مارتھا ہنسنے لگی اور پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

نوجوان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور اس کے ہونٹوں میں اس قسم کی کپکپاہٹ نظر آنے لگی جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو۔ لیکن نروس ہو جانے کی وجہ سے کہنے کا ڈھنگ نہ سُوجھ رہا ہو۔

صفدر کی دلچسپی بڑھتی رہی۔

"پچھلی رات میں نے تمہیں خواب میں بھی دیکھا تھا۔" مارتھا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مم . . . میں نے بھی" صادق ہکلایا۔

"اوہ . . . تم نے بھی دیکھا تھا۔"

صادق نے کسی شرمیلی لڑکی کی طرح آنکھیں نیچی کر کے سر ہلا دیا۔

"تب تو . . . ہم ہمیشہ دوست رہیں گے۔ . . کیوں؟" وہ ہنس پڑی اور وہ دونوں دیر تک ہنستے رہے۔

اسی رات صفدر نے جولیانا فٹنر کو اطلاع دی تھی کہ مارتھا نے کل جس نوجوان کو پھانسا تھا اُس سے آج اُسے محبت بھی ہو گئی ہے اور وہ دونوں زندگی بھر دوست رہیں گے۔

"میرا خیال تو یہ ہے کہ تم وقت برباد کر رہے ہو۔" جولیا بولی۔

"نہیں میرا خیال ہے کہ میں جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔"

"اس کے علاوہ نہیں کہ دونوں عنقریب شادی کر لیں گے۔" جولیانا نے ہنس کر کہا۔

"دیکھو ، کیا ہوتا ہے؟" صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

کیپٹن فیاض آفس سے اُٹھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور دوسری طرف سے انسپکٹر شاہد کی آواز آئی۔ "مم . . . میں . . . شش . . . شاہد ہوں جناب۔ ایک بہت اہم بات ہے۔ . . گستاخی ضرور ہے۔ . . لیکن آپ خود ہی یہاں آجائیں تو بہتر ہے۔ اگر میں یہاں سے ہٹا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"کہاں آجاوں؟" "ایلمرز ہاوز کے عقبی پارک میں مشرق کی جانب جو مالتی کی کنجی ہے اُس میں۔"

"کیا مطلب ؟ تم کہاں ہو؟ اور کہاں سے نہیں ہٹنا چاہیے؟ فون کہاں سے کر رہے ہو؟"

"یہ نہ پوچھیے، میں اس وقت ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر بیٹھا ہوں۔"

"کیا بک رہے ہو؟" فیاض غرایا۔

"حضور والا، میں پہلے ہی معافی مانگ چکا ہوں۔ میں بڑی مصیبت ارر . . . مطلب یہ ہے کہ میں اس کنج میں چھپا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ کو اس کی اطلاع کیسے دوں کہ اچانک قریب کے ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر نظر پڑی جس پر ایک مکینک چڑھا ہوا تار کی مرمت کر رہا تھاَ اس کے پاس میں نے انسٹرومنٹ بھی دیکھا جس کے ذریعہ شاید وہ ہیڈ آفس سے گفتگو کر رہا تھا . . . میں نے سوچا کہ منہ مانگی مراد ملی ہے بس یہیں سے اسی انسٹرومنٹ پر آپ سے رابطہ قائم کیا جائے . . . بمشکل تمام میں اس مکینک کی ہمدردیاں حاصل کر سکا اور اس نے مجھے انسٹرومنٹ استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔"

"تم مجھے وہاں کیوں بلا رہے ہو؟"

"وہ ایک حیرت انگیز سچویشن ہے جناب عالی، میری سمجھ میں تو خاک بھی نہیں آیا۔ وہ پاگل لڑکی ہلدا یہاں ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی ہے اور ایک آدمی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے منہ پر پانی پھینکتا ہے اور وہ چیخ چیخ کر اُسے گالیاں دینے لگتی ہے۔ . . اوہ . . . دیکھیے . . . اب مجھے اتر جانا چاہیے۔ میرے خدا میں کیا کروں۔ تنہا آئیے گا جناب۔"

اور پھر یک بیک سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فیاض نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

اس کی کنپٹی کی رگیں اُبھر آئی تھیں اور پھر آنکھیں ایسی ہونے لگیں تھیں جیسے سوچ میں ڈوبا رہنا ہی ان کا مستقل انداز ہو۔

وہ آفس سے باہر آیا . . . شیڈ سے کار نکالی اور ایلمرز ہاوز کی طرف روانہ ہو گیا۔ شاہد اس کا ماتحت تھا اور اس کے سارے ہی ماتحت اس سے بہت زیادہ خائف رہتے تھے ۔ پوری طرح بات کرنا بھی ان کے لیے دشوار ہو جاتا تھا۔ مگر شاہد کی گفتگو بڑی بے تکلفانہ تھی۔ اسی سے فیاض نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ذہنی الجھاو کا شکار ہو جانے کی بنا پر الفاظ کے انتخاب کا سلیقہ کھو بیٹھاَ ہے۔ ہلدا کے متعلق اس نے جو کچھ بھی بتایا تھا یقینا حیرت انگیز تھا۔

ایلمرز ہاوز شہر سے باہر ایک بہت بڑی عمارت تھی ۔ اس سے ملحق ایک شاندار باغ تھا اور عقبی پارک تو گویا اچھی خاصی پولو گراونڈ تھی لیکن اس کے بعض حصوں میں درخت بھی تھے اور خود رو جھاڑیاں بھی۔ یہ عمارت غیر ملکی تجارتی ادارے کی ملکیت تھی۔

فیاض نے کار عمارت سے کافی فاصلے پر چھوڑی اور پیدل ہی عقبی پارک کی طرف روانہ ہو گیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور ویرانہ صدہا پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ وہ مشرق کی جانب مڑ گیا۔ مالتی کی گنجان جھاڑیوں کا سلسلہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ جھاڑیوں میں داخل ہوا۔ جھاڑیوں کے درمیان کءی اُونچے اُونچے درخت بھی تھے ۔

"کھٹاک۔ ۔ ۔ " دفعتا فیاض کے سر پر کوئی وزنی چیز گری اور وہ ارے کہہ کر پلٹا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں میں مزید تارے ناچ گئے۔ کیونکہ دوسری چوٹ پہلی چوٹ سے بھی زیادہ حواس باختہ کر دینے والی تھی۔ وہ کسی بے جان لاش کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

پھر اسے نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کتنی دیر تک بےہوش رہا تھا اور اس پر کیا گذری تھی۔

ہوش میں آنے کے بعد بھی اسے یقین نہیں تھا کہ وہ ہوش میں ہے۔ اس کے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا جو تکلیف کی وجہ سے پھوڑا بنا ہوا تھا ۔ پھر آہستہ آہستہ ایک طرف کھسکنے لگا تاکہ جھاڑیوں سے نکل کر کھلے میں آجائے تاریکی کی وجہ سے اس کا دم گھنٹنے لگا تھا۔

لیکن پھر یک بیک وہ رک گیا۔ کیونکہ کوئی ٹھوس چیز اس کی راہ میں حائل ہو گئی تھی۔ اس نے بے خیالی میں اسے ہاتھوں سے دھکیلنے کی کوشش کی اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ۔ ۔ کیونکہ وہ تو دیوار تھی۔

فیاض بوکھلائے ہوئے انداز میں دیوار ٹٹولتا ہوا کمرے میں دوڑنے لگا۔ ۔ ۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کسی سازش کا شکار ہو گیا ہے۔ مگر فون پر اس نے

شاہد کی آواز پہچان لی تھی۔ تو کیا شاہد بھی اس کے خلاف کسی سازش میں شریک ہو سکتا ہے ؟

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ سر کی تکلیف نا قابل برداشت ہوتی جارہی تھی۔

اچانک کمرہ روشن ہو گیا۔ ساتھ ہی فیاض بھی اچھل پڑا۔ اور اب وہ بڑی تیزی سے اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا مگر ریوالور اسے نہ مل سکا۔

دروازہ کھلا اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور ریوالور کا رخ فیاض ہی کی طرف تھا۔

"چلو۔ ۔ ۔ " اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" اس نے گرج کر پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ آدمی بھی غرایا۔ "تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ کتے کی موت مار ڈالے جاو گے۔"

"تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟" فیاض غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

"مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ جانوں۔ چلو ورنہ میں بے دریغ فائر کر دوں گا۔"

فیاض اسے چند لمحے گھورتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا۔ سر کی تکلیف کی وجہ سے وہ بڑی نقاہت محسوس کر رہا تھا ورنہ شاید وہ اس آدمی سے لپٹ جانے کی کوشش ضرور کرتا۔

ریوالور والا آدمی اسے ایک بڑے کمرے میں لایا ۔ ۔ ۔ اور پھر فیاض کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انسپکٹر شاہد ایک صوفے پر بندھا ہوا پڑا تھا۔

اس نے فیاض کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا، "کپتان صاحب، میں بالکل مجبور تھا۔ انھوں نے میری گردن پر رکھ کر مجھ سے فون کروایا تھا۔"

"مگر تم یہاں پہنچے کیسے؟" فیاض نے ماحول سے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"پچھلی رات میں فلم دیکھ کر گھر واپس جا رہا تھا۔ اچانک ان لوگوں نے ایک ویران گلی میں گھیر لیا اور زبردستی یہاں لے آئے۔"

فیاض نے چاروں طرف اُچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔ یہاں دو متنفس اور بھی تھے ، ایک انگریز مرد اور ایک یوریشین لڑکی جو اندھی معلوم ہوتی تھی۔

فیاض انگریز کو گھورنے لگا۔ یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ چہرے پر بھوری فرنچ کٹ داڑھی تھی اور اس کی آنکھیں سبز تھیں ۔

فیاض کو اس طرح گھورتے دیکھ کر وہ مسکرایا اور ریوالور والے کو کچھ اشارہ کیا۔

"چلو بائیں جانب" ریوالور والا فیاض سے بولا۔

فیاض چپ چاپ بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اپنے پیچھے دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

"رُک جاو" ریوالور والے نے کہا۔

وہ دوسرے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ فیاض رک گیا۔

"اپنے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل کو رنگ کرو" اس سے کہا گیا۔

"کیوں؟ کیا انہیں بھی یہاں لانے کا ارادہ ہے؟" فیاض نے تلخ لہجے میں پوچھا ۔

"نہیں ۔ ۔ ۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو"

"جب تک مقصد نہ معلوم ہو جائے میں رنگ نہیں کروں گا۔"

"اس سے کہو کہ تم مجرموں کی راہ پر لگ گئے ہو اور تم نے انھیں پھانسنے کے لیے ایک جال بچھایا ہے۔ لہذا کل اگر شہر کے کسی حصے میں شاہد کی برہنہ لاش پائی جائے تو اسے اس وقت تک نہ اٹھوایا جائے جب تک کہ تم اس کے لیے اطلاع نہ دے دو۔ اور اس سے یہ بھی کہو کہ کوئی لاش کے قریب نہ جائے کم از کم لاش سے دو گز کے گھیرے میں پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔ اگر لاش کسی سڑک پر پائی جائے تو ٹریفک کے رکنے کی پرواہ کیے بغیر اس کے گرد گھیرا ڈال دیا جائے مگر

یہ گھیرا لاش سے کم از کم دو سو گز کے فاصلے پر ہو۔ جب یہ اطلاع دے دوں تو لاش اٹھوا کر مردہ خانے بھجوا دی جائے۔"

"اوہ . . . تو تم شاہد کو مارڈالنا چاہتے ہو؟"

"ہاں" بڑی لاپرواہی سے کہا گیا۔

"آخر کیوں؟"

"سوال نہ کرو ہماری بات سنو۔ جب تم ڈائریکٹر جنرل سے یہ سب کچھ کہو گےتو وہ یقینی طور پر لاش کے متعلق سوال کرے گا۔ اس کے لیے تم کہہ دینا کہ وہ ایک لاوارث مردہ ہے تم نے وہ لاش خیراتی ہسپتال سے حاصل کی ہے اور اس کے چہرے پر انسپکٹر شاہد کا میک اپ کر دیا ہے۔"

"آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟" فیاض پھر بگڑ گیا۔

"فی الحال اتنا ہی چاہتے ہیں جتنا تم سے کہا جا رہا ہے۔" انگریز بولا۔

"یہ ناممکن ہے۔ میں فون نہیں کروں گا۔"

"تب پھر ہو سکتا ہے کہ کل ایک کی بجائے دو لاشیں دیکھی جائیں۔"

فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"تمہیں اسی طرح فون کرنا ہے جیسے شاہد نے تمہیں کیا تھا۔"

"کیا تم اسے مار ڈالو گے؟"

"ہاں . . . "

"آخر کیوں . . . تم ایسا کر رہے ہو؟"

"انسانیت کی فلاح کے لیے۔"

"کیا بکواس ہے؟"

"تم دیکھ ہی لو گے۔ اور یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ تم کتنے بے بس ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم بالکل محفوظ رہو گے۔"

فیاض برابر انکار کرتا رہا۔ لیکن پھر اچانک ان کا رویہ سخت ہو گیا۔ چار آدمیوں نے اسے بےبس کر کے بڑی اذیتیں دیں، اور پھر مجبورا اسے وہ سب کچھ فون پر ہی کہنا پڑا جو انھوں نے کہا تھا۔ رحمان صاحب نے اس سلسلے میں مزید استفسار کرنا چاہا لیکن فیاض کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس سے زیادہ نہ کہے جو کچھ اسے پہلے سے سمجھا دیا گیا ہے۔

پھر اسے اس کمرے میں لایا گیا جہاں شاہد بندھا ہوا پڑا تھا۔ اندھی لڑکی بھی موجود تھی۔ شاہد چیخ رہا تھا۔ "ارے میں بیمار نہیں ہوں۔ پھر مجھے انجکشن کیوں دیا گیا ہے۔ چھوڑو مجھے چھوڑو۔"

"ہاں چھوڑ دیں گے۔ ۔ ۔" انگریز بولا۔ "ابھی ایک انجکشن اور دیا جائے گا ورنہ تم صبح تک مر جاو گے۔"

"چھوڑ دو ، مجھے چھوڑ دو۔"

وی چیختا رہا۔ لیکن انگریز کے اشارے پر ایک بھری ہوئی سرنج لائی گئی اور شاہد کے بائیں بازو میں کوئی سیاہ رنگ کا سیال مادہ انجیکٹ کر دیا گیا۔

فیاض دم بخود کھڑآ دیکھتا رہا۔ ریوالور کی نال اب بھی اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی اور اسے اس کا احساس بھی تھا کہ یہ لوگ اسے بڑی بے رحمی سے قتل بھی کر سکتے ہیں۔

"کپتان صاحب،" شاہد حلق پھاڑ کر چیخا۔ "خدا کے لیے مجھے بچائیے۔"

دفعتا انگریز ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم لوگوں نے خود ہی اپنے لیے مصیبت کھڑی کی ہے۔ اور میں تم لوگوں سے کینہ رکھتا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے میری ایک بہترین ساتھی پاگل ہو گئی ہے اگر تم اس کے پیچھے نہ لگتے تو مجھے اس کا دماغ نہ ماوف کرنا پڑتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے پاگل ہو گئی۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اور کیا کرت۔

اچانک انگریز غرایا۔ "اندھی لڑکی رقص شروع کرو۔ ۔ ۔ اگر تم نے اس مریض کے دل کا نشانہ نہ لیا تو میں تمہیں کبھی معاف نہین کروں گا۔"

لڑکی کے ہونٹوں پر ایک بڑی بھیانک قسم کی مسکراہٹ نظر آئی۔ شاہد بھی اسی کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔

اچانک ایک آدمی نے لڑکی کے ہاتھ میں چمچماتا ہوا خنجر پکڑا دیا۔ پھر ایک جانب رکھے ہوئے گراموفون پر رقص کی موسیقی کا ریکارڈ گردش کرنے لگا۔

موسیقی کی لہریں دیوار سے ٹکرا کر جھنکاریں پیدا کرنے لگیں اور اندھی لڑکی نے ایک طوفانی رقص شروع کر دیا۔ تیز قسم کی روشنی میں چمکتا ہوا خنجر خلاء میں تیرتا پھر رہا تھا اور اندھی لڑکی حیرت انگیز رفتار سے ناچ رہی تھی۔

دفعتا انگریز چیخنے لگا، "یہ موت کا کھیل ہے کیپٹن فیاض۔ ۔ ۔ اندھی رقاصہ کا کمال دیکھو، حیرت انگیز۔ ۔ ۔ حیرت انگیز۔ ۔ ۔ یہ شاہد کے دل کا نشانہ لے گی اور خنجر دستے تک اس کے سینے میں پیوست ہو جائے گا۔ ۔ ۔ ہاہا"

"ناچو۔ ۔ ۔ اندھی رقاصہ۔ ۔ ۔ ناچو۔ ۔ ۔ کیپٹن فیاض تمہارا کمال دیکھنا چاہتا ہے۔"

"نہیں۔ ۔ ۔ نہیں۔ ۔ ۔" شاہد دیوانوں کی طرح چیخا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا اور آنکھیں حلقوں سے اُبلی پڑ رہی تھیں۔

لڑکی نے ناچتے ناچتے ایک خالی صوفے پر کچھاک سے خنجر مارا۔ ۔ ۔ اور پھر سیدھی ہو کر ناچنے لگی۔

جب بھی وہ ناچتی ہوئی شاہد کے صوفے کے قریب سے گزرتی فیاض آنکھیں بند کر لیتا۔۔ اس نے کئی بار اس آدمی کو دھوکا دینے کی کوشش کی مگر وہ گردن سے ریوالور لگائے ہوئے تھا ، کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی غافل نہیں تھا۔

دفعتا اس نے چیخ کر کہا۔ "شاہد تم خاموش ہی رہنا۔۔ ورنہ یہ تمہاری آواز پر آئے گی۔" شاہد کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی کے علاوہ اور کسی

قسم کے آثار نہیں نظر آ رہے تھے۔ وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور دیوانوں کی طرح ادھر ادھر گردن جھٹکنے لگتا۔

لڑکی ناچ رہی تھی اچانک فیاض کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس بار اس نے شاہد پر وار کیا تھا، ساتھ ہی شاہد کی چیخ بھی بلند ہوئی۔

مگر خنجر شاہد کے جسم پر پڑنے کی بجائے شانے کے قریب رکھے صوفے پر پیوست ہو گیا۔

"لڑکی تمہارا نشانہ خطا کر رہا ہے۔۔" انگریز نے غصیلے لہجے میں کہا اور لڑکی کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے۔ خنجر کھینچ کر اس نے پھر ناچنا شروع کر دیا۔

ریکارڈ ختم ہونے پر صرف ایک پل کے لیے سکوت طاری ہوگیا تھا۔ لیکن ساونڈ باکس پھر ریکارڈ کے سرے تک کھینچ کر رکھ دیا گیا۔۔ اور لڑکی کا رقص جاری رہا۔

"خدا کے لیے۔۔ اس پر رحم کرو۔" فیاض چیخا۔ "اسے کیوں قتل کر رہے ہو۔۔ تم دیوانے ہو۔۔ پاگل ہو۔"

"میں اس صدی کا سب سے بڑا اور عقل مند ترین آدمی ہوں کیپٹن۔" انگریز چیخ کر بولا۔ موسیقی کی تیز آواز کی بناء پر ایک دوسرے تک اپنی آوازیں پہنچانے کے لیے انہیں حلق پھاڑنا پڑتا تھا۔

شاہد پھر چیخا۔۔ اور فیاض کا سر چکرا گیا۔ لڑکی اس پر جُھکی ہوئی تھی اور اس کا ہاتھ۔۔

"لڑکی، انگریز دھاڑا۔۔ اب میں تمہیں قتل کر دوں گا۔۔ تیسرا وار خطا نہ کرے۔۔ چلو۔۔"

لڑکی نے صوفے سے خنجر کھینچا اور ناچنے لگی۔

اب شاہد اس طرح گڑگڑا رہا تھا جیسے ولیوں اور پیروں سے مدد مانگ رہا ہو۔

وہ ناچ رہی تھی اس کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔ تیسرا وار۔۔۔ اسے یقینی طور پر موت کے منہ میں لے جائے گا۔ کیپٹن فیاض سوچ رہا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو سور کے بچے؟" وہ ہذیانی انداز میں چیخا۔

"اسے لے جاو یہاں سے دفع کرو۔" انگریز نے گرج کر کہا اور فیاض کو داہنی جانب والے دروازے میں دھکیل دیا گیا۔ وہ فرش پر گر کر کسی چوٹ کھائے ہوئے مینڈک کی طرح کانپنے لگا۔ اس کی کنپٹیاں سنسنا رہی تھیں اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔

مل ایریا میں یہ تیسری برہنہ لاش۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سارے شہر کی پولیس یہیں آ گئی ہو۔ خود محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب بھی وہاں موجود تھے۔۔۔ لاش کے گرد خاکی وردی والوں کا ایک بہت بڑا دائرہ تھا جس کا قطر چار سو گز سے کسی طرح کم نہ رہا ہو گا۔ وہاں سے پبلک کو ہٹانے کے لیے پولیس کو کئی بار لاٹھی چارج بھی کرنا پڑا تھا۔

رحمان صاحب نے عمران کو بھی دھمکی دی تھی کہ اگر وہ وہاں سے چلا نہ گیا تو زبردستی ہٹا دیا جائے گا۔ لیکن عمران اب بھی ان کے قریب ہی کھڑا ادھر اُدھر کی بے تُکی ہانک رہا تھا۔

لاش پر دُھوپ پھیل گئی تھی اور مل کی چمنی سے نکلنے والے گنجان دھوئیں کا عکس اُن پر پڑ رہا تھا۔

"مجھے بڑی حیرت ہے ڈیڈی" عمران رحمان صاحب سے کہہ رہا تھا ، "فیاض کا طریق کار نہیں معلوم ہوتا۔ اس میں اتنی سمجھ بُوجھ نہیں رہی کہ کوئی پیچیدہ راہ اختیار کر سکے اور پھر یہ ویسے ہی بالکل بے تُکی بات معلوم ہوتی ہے۔"

"میں کہتا ہوں تم جاو یہاں سے۔"

"نہیں ڈیڈی ، فی الحال مجھے یہیں رہنے دیجیے۔ اس میں آپ کے محکمے کا فائدہ ہے۔"

"بکواس مت کرو۔"

"اچھا اب میں بالکل خاموش رہوں گا۔ لیکن مجھے یہاں کچھ دیر اور رکنے دیجیے مگر آپ تک فیاض کا دوسرا پیغام کیسے پہنچے گا؟"

"اس کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ آفس میں کال ریسیو کر لی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔۔ اچھا اب میں بالکل خاموش ہوں، لیکن اس گدھے نے وہی حرکت کی ہے کم از کم لاش کو لنگوٹ ہی بندھوا دی ہوتی ۔"

"شٹ اپ۔۔"

"اب نہیں بولوں گا۔" عمران نے سختی سے ہونٹ بند کر لیے۔

دھوپ میں گرمی بڑھتی جا رہی تھی اور لاش کے گرد گھیرا ڈالنے والے اکتاہٹ کا شکار ہو چکے تھے کہ اچانک لاش متحرک نظر آنے لگی۔۔ مردہ شاہد۔۔۔ ہاتھ پیر پھیکن رہا تھا اور پھر سننے والوں نے ایسی آوازیں سنیں کہ انہیں اپنے کانوں پر یقین کرنا دشوار معلوم ہونے لگا۔۔ شاہد کسی نوزائیدہ بچے کی طرح حلق پھاڑ رہا تھا۔ "اُو آو۔۔ اُو آ۔۔ اُوآ۔۔"

اور بالکل اسی طرح ہاتھ پیر پھینک رہا تھا جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔

"اس عمر کے بچوں کو تو کپڑے پہن کر ہی پیدا ہونا چاہیے۔" عمران تشویش کُن لہجے میں بڑبڑایا۔

کیا مصیبت ہے ۔رحمان صاحب بولے ۔

مصیبت ہی ہے ڈیڈی ، دنیا کی کوئی نرس اس کی پرورش کرنے پر آمادہ نہ ہوسکے گی۔خدا کے لیئے جلد ایک لنگوٹی کا انتظام کیجئے۔

عمران گدھے خاموش رہو۔

خاموشی کا وقت گزر گیا ڈیڈی ، کیا کہا تھا فیاض نے کہ ایک لاوارث مردے پر شاہد کا میک اپ کیا گیا ہے۔ ہاں ، یہی کہتا تھا۔

اگر یہ شاہد نہ ہو تو میں قسم کھاتا ہوں کہ آج ہی گرداس پور چلا جاؤں گا۔لیکن خدارا جلد ہی اس بالغ نوزائیدہ کے لیئے کپڑوں کا انتظام کرائیے --- اور کیپٹن فیاض سے بھی ہاتھ دھو لیجئے ۔

کیا مطلب !!!!!!

اگر یہ شاہد نہیں ہے تب تو ٹھیک ہی ہے ورنہ کل فیاض بھی دوبارہ پیدا ہوکر دکھا دے گا۔پتہ نہیں تم کیا بک رہے ہو ۔رحمان صاحب نے پریشان لہجے میں کہا اور شاہد کی طرف بڑھ گئے ۔لوگوں میں ہراس پھیل رہا تھا ۔جلد ہی ایک چادر کا انتظام کرکے شاہد کو اُٹھایا گیا ۔لیکن وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ نوزائیدہ بچّے کی طرح بدستور روئے جا رہا تھا۔

رحمان صاحب نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن سے ہر قسم کا میک اپ ختم ہوسکتا تھا لیکن شاہد کی شکل میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی ۔

پھر اسے ایک اسٹریچر پر ڈال کر پولیس ہسپتال روانہ کردیا گیا۔

رحمان صاحب نے عمران سے کہا۔چلو میرے ساتھ چلو۔

مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے ڈیڈی۔

چلو بکواس نہ کرو ، ورنہ بری طرح پیش آؤں گا۔

وہ اسے اپنے آفس میں لائے اور کرسی کی طرف دیکھ کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے ۔

اب بتاؤ کہ تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

ابھی تک لاشیں دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتی تھیں لیکن آج ایک لاش ---!"

یہ میں بھی جانتا ہوں ----سارا شہر جانتا ہے ! تم فیاض کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے ۔

یہی کہ اس کا موجودہ عہدہ اُس کے لیئے ایک بہت بڑا بار ہے۔

میں تمہیں یہاں اس لیئے نہیں لایا کہ تم یہاں بیٹھ کر عہدوں میں ردّوبدل کرو۔

عمران کچھ نہ بولا ۔

بولو ! تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

جب آپ کا اتنا بڑا محکمہ بے بس ہوکر رہ گیا ہے تو میں بے چارہ ایک بے وسیلہ آدمی کیا جان سکوں گا۔

فیاض نے مجھے بتایا تھا کہ تم پاگل لڑکی کے لیئے چھان بین کر رہے تھے ۔

پاگل ہونے سے پہلے کی بات ہے ڈیڈی ۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ میں تو ان عورتوں سے بھی دور بھاگتا ہوں جو پاگل نہیں ہیں---- چہ جائے کہ پاگل عورتیں---ارے باپ رے ۔

بہتر ہے کہ تم حوالات میں آرام کرو۔ رحمان صاحب نے ہاتھ گھنٹی کی طرف بڑھایا۔

ٹٹ ، ٹھہریئے --- عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ جلدی نہ کیجئے ۔

کیا فیاض نے آپ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے ۔

نہیں ۔

اور نہ ہی اپنی اسکیم کے متعلق بتایا تھا ۔

اور آج بھی اس نے ابھی تک وعدے کے مطابق دوبارہ فون نہیں کیا تھا۔

قطعی نہیں۔

تب آپ یقین کریں کہ وہ انہیں لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا ہے جن کا تعلق لاشوں سے ہے۔

یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اس طرح کہ وہ کسی لاوارث مردے کی لاش نہیں تھی ، شاہد ہی تھا ۔

رحمان صاحب کسی سوچ میں پڑ گئے ۔ پھر بولے ۔ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ وہ بھی پاگل ہو گیا ہے۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ پاگل ہوگیا ہے یا دوبارہ پیدا ہوا ہے۔

تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے ۔

اگر حوالات کا آرام پسند آیا تو یقیناً کردوں گا ڈیڈی ۔

رحمان صاحب چند لمحے عمران کو گھورتے رہے پھر بولے ۔

میں بہت پریشان ہوں ، میں بہت پریشان ہوں یہ میرے محکمے کی پرسٹیج کا سوال ہے۔

خواہ میری گردن کٹ جائے لیکن آپ کے محکمے کی شان برقرار رہے گی۔

تم کیا کرو گے ؟

جو ہمیشہ کرتا رہا ہوں اگر آپ کی یادداشت میں میرا کوئی ناکام کیس بھی ہو تو ضرور بتائیے ۔

تم مجھے اس کیس کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے ۔

میں ابھی کیا بتاؤں ڈیڈی جب کے بہتیری باتیں اب بھی میرے ذہن میں صاف نہیں ہوئیں ، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کیس فیاض ہی کا بگاڑا ہوا ہے ، اور وہ اپنی عقلمندیوں کی بدولت کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔

کیوں اس نے کیا کیا تھا ؟

ہلدا کی شناخت ہوجانے پر اسے احتیاط سے کام لینا چاہیئے تھا ۔کیا ضرورت تھی کہ شاہد اُس سے مل بیٹھتا۔

مل بیٹھتا کیا مطلب ؟؟

اوہ --- تو آپ کو پوری طرح باخبر بھی نہیں رکھا گیا۔

نہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

عمران نے شاہد اور ہلدا کی داستان دہراتے ہوئے کہا ۔ میں نے فیاض کو اس سے باز رکھنے کی بھی کوشش کی تھی ! لیکن ---- کون سنتا ہے ---- اور ہلدا تک اس کے

فرشتے بھی نہ پہنچ سکتے تھے یہ تدبیر میں نے ہی بتائی تھی کہ غیر ملکیوں کے شناختی فارم نکلوائے جائیں ۔

یقیناً ان لوگوں سے بڑی حماقت سرزد ہوئی ۔

اب نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ہو ، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ فیاض بھی شاہد ہی کی تقلید کرتا ہوا نظر آئے ۔

کیوں ؟؟؟؟

مجھے یقین ہے کہ فیاض انہیں لوگوں کے پاس ہے ، اور کل اسے مجبور کیا گیا تھا کہ وہ آپ کو فون کرے ۔اس طرح وہ لوگ دراصل یہ چاہتے تھے کہ لاش کچھ دیر تک یونہی پڑی رہے اسے چھیڑا نہ جائے اگر چھیڑی جاتی تو ممکن تھا کہ وہ بھی انہیں دو لاشوں کی طرح برسٹ ہوجاتی ۔

یہ کیس میری سمجھ سے باہر ہے ! رحمان صاحب اُکتا کر بولے ۔

دیکھیئے نا لاش کو صرف پولیس ہی ہاتھ لگا سکتی ہے ، وہ چاہتے تھے کہ آفیسر کو اس سلسلے میں استعمال کیا جائے ، فیاض سے وہ سب کچھ زبردستی کہلوایا گیا ہوگا جو اس نے کہا تھا ۔پھر آپ نے بھی تو وہی کیا جو اس نے کہا تھا ۔دور رہ کر لاش کی نگرانی کی جاتی رہی اور پھر وہ لاش پھٹ جانے کی بجائے اپنا انگوٹھا چوسنے لگی ۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو ، رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں بولے ، مگر اب کیا کیا جائے ؟

یہ بتانا مشکل ہے کہ اب کیا کیا جائے مجھے تو جو کچھ کرنا ہوتا ہے صرف موقع پر ہی کر گزرتا ہوں ۔رحمان صاحب خاموش ہوگئے ۔اور عمران کچھ دیر بعد ان سے اجازت طلب کر کے اُٹھ گیا ۔

جولیانافٹنر واٹر کے فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اُٹھا لیا ، دوسری طرف ایکس ٹو تھا ۔

رپورٹ !!!!! اس کی آواز میں غراہٹ تھی۔

شاہد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ، وہ بالکل نوزائیدہ بچّوں ہی کی طرح رو رہا ہے۔ اگر اسے مخاطب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تب بھی اس کا رویہ سمجھ دار آدمیوں کا سا نہیں ہوتا ، یہ کیا قصّہ ہے جناب۔

صفدر کی رپورٹ ۔

ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔

تم قصّہ پوچھتی ہو ۔

جی ہاں --- ایسی حیرت انگیز باتیں آج تک -----

میری نظروں سے بھی نہیں گذریں ۔ لیکن اگر گذریں بھی تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔

آخر یہ لاش بھی اسی طرح دھماکے سے پھٹ کیوں نہیں گئی ۔

یہی تو دیکھنا ہے۔

کیا اس کیس کا بھی اپنے ہی محکمے سے تعلق ہوسکتا ہے۔

ہو یا نہ ہو ۔ مگر میں اس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔

کیا میں اس سلسلے میں کچھ کرسکتی ہوں؟

نہیں ! ایکس ٹو نے خشک لہجے میں کہا ۔ تمہاری لاش شہر کے لیئے وبالِ جان بن جائے گی۔

جولیا کو اس بات پر شرمندگی بھی ہوئی اور غصّہ بھی آیا۔

سنو ! آج مجھے پل پل کی خبریں سناؤ ! دوسری طرف سے آواز آئی۔

بہت بہتر جناب۔

اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کیئے۔

کیا خبر ہے۔

میں صفدر کا تعاقب کرتا رہا ہوں، لیکن اُس کی دوڑ صرف مارتھا کے گھر تک رہتی ہے۔

آج تم بہت زیادہ ہوشیار ہو گے بلیک زیرو۔

میں ہمیشہ ہی ہوشیار رہتا ہوں جناب۔

صفدر پر نظر رکھو ---- جہاں بھی جائے برابر اس کا تعاقب کرتے رہو۔

بہت بہتر جناب۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب وہ کچھ دیر سکون سے بیٹھ کر صرف سوچنا چاہتا تھا۔لیکن اسے اس کا موقع نہ ملا پرائیویٹ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

اس نے ریسیور اُٹھایا ، دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔

صدیقی کی رپورٹ ہے جناب۔

خاموش مت ہوا کرو ، میں بہت عدیم الفرصت میں رہتا ہوں۔

اس نے ڈاکٹر گلبرٹ کو دیکھ لیا ہے۔یہ ایک لمبا تڑنگا انگریز ہے اور چہرے پر بھوری داڑھی رکھتا ہے۔

پیشہ !"

ڈاکٹر ہے ! وہیں سول لائینز میں مطب کرتا ہے۔

اس کے متعلق کوئی اہم اطلاع ۔

جی نہیں کوئی اہم اطلاع نہیں ہے ! صدیقی نے اتنا ہی بتایا ہے۔

اس دوران میں داور تو اس کے ساتھ نہیں دیکھا گیا ۔

جی نہیں ۔

داور کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔

ابھی تک کوئی خاص رپورٹ نہیں ملی ، وہ یا تو ہوٹلوں میں نظر آتا ہے یا پھر اپنی کوٹھی میں ہی نظر آتا ہے۔

پاگل لڑکی کی نگرانی اب کون کر رہا ہے۔

نعمانی ! اور اس نے بھی کوئی خاص رپورٹ نہیں دی، سوائے اس کے کہ وہ زیرِ علاج ہے۔

اور باہر سے دیکھنے کے لیئے کوئی بھی نہیں آیا۔

اور کچھ !!

جی نہیں ۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

صفدر مارتھا کے فلیٹ والی عمارت سے تھوڑے فاصلے پر تھا دن ختم ہوچکا تھا تاریکی پھیل رہی تھی سڑکیں جگمگا اُٹھی تھیں ۔

مارتھا تقریباً سات بجے فلیٹ سے برآمد ہوئی وہ نیلے اسکرٹ میں تھی اور کافی دلکش نظر آرہی تھی۔

حسبِ دستور تعاقب شروع ہوگیا ۔صفدر اس تعاقب سے کچھ اکتا سا گیا تھا۔کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی بات ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی جس کی بناء پر وہ اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ کرسکتا۔بس ہوٹلوں کے پھیرے ہوتے رہتے اور وہ محسوس کرتا کہ مارتھا صادق کے گِرد اپنا جال مضبوط کر رہی ہے۔صرف اسی اتنی سی بات کی بناء پر وہ کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ہوسکتا تھا کہ وہ مارتھا محض ایک پیشہ ور لڑکی ہی ثابت ہوتی۔ایکس ٹو کا یہ خیال غلط ہوتا کہ وہ بھی اس قسم کی لڑکی ہے جیسی ہلدا تھی۔گرینڈ میں داخل ہوتے وقت صفدر نے بہت برا سا منہ بنایا کیونکہ کئی دنوں کی ہوٹل گردی سے وہ تنگ آگیا تھا اور یہ تفریح گاہیں اسے بے حد بورنگ معلوم ہونے لگی تھیں۔

یہاں مارتھا کا نیا شکار صادق موجود تھا۔

اُف فوہ ! میں کتنی خوش ہوئی ہوں تمہیں دیکھ کر !" مارتھا اس کی میز کے قریب پہنچتی ہوئی بولی ۔ڈر رہی تھی کہ کہیں تمہارا انتظار نہ کرنا پڑے ۔

ڈرنے کی کیا بات تھی۔صادق بے ڈھنگے انداز میں جھکا ! بیٹھو بیٹھو !"

صفدر نے سوچا کہ وہ عورتوں کے معاملے میں بلکل ہی ڈیوٹ معلوم ہوتا ہے ! وہ بالکل ایسے انداز میں بانچھیں پھاڑے ہوئے تھا جیسے کسی پجاری کو بھگوان نے درشن دے دیئے ہوں اور اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ وہ آرتی اتارے یا قدموں پر سر رکھ دے۔

تم کیا جانو ، وہ ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولی !" تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں تم سے کتنی محبت کرنے لگی ہوں۔

ہی ہی ہی ہی---! وہ بے ڈھنگے پن سے ہنس دیا۔

میں جانتی ہوں کہ اگر میرے ڈیڈی کو اس کا علم ہو جائے تو مجھے قتل کردیں !"

کیوں ؟ صادق کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

انہیں کالوں سے بڑی نفرت ہے۔

میں کالا ہوں ----صادق نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔ارے جاؤ ----ذرا میری رنگت دیکھو، میری رشتہ دار لڑکیاں مجھے مکھن کہتی ہیں ۔

سنو تو سہی ! تم بہت اچھے ہو، بہت پیارے ہو دور سے کوئی قدیم یونانی دیوتا معلوم ہوتے ہو-----مگر ہو تو آخر دیسی ہی !"

پھر اس سے کیا ہوتا ہے ؟

ڈیڈی دیسی آدمیوں کو پسند نہیں کرتے۔

مگر مجھے تمہارے ڈیڈی سے بڑی محبت ہے۔

تم نے انہیں کب دیکھا ہے۔

نہیں دیکھا تو کیا ہوا --- ان کے متعلق سوچا تو ہے ---- آہا --- مارتھا کے ڈیڈی ---ڈارلنگ آف مائی ہارٹ ہنی آف مائی مون۔

یہ کیا بات ہوئی ---- ہنی آف مائی مون---

ہنی مون یاد آگیا تھا ! میں دراصل ہنی آف مائی ڈریمس کہنا چاہتا تھا۔

آج ڈیڈی گھر پر نہیں ہیں اس لیئے تمہیں اپنے گھر لے چلوں گی۔

صفدر کے کان کھڑے ہوگئے ، تذکرہ مارتھا کے ڈیڈی کا تھا --- وہ مارتھا جو ایک چھوٹے سے فلیٹ میں تنہا رہتی تھی اس وقت ایک ڈیڈی بھی پیدا کر بیٹھی تھی۔

صادق اس تجویز سے بے حد خوش ہوا اور پھر دونوں رات کا کھانا کھانے لگے۔

کھانے کے دوران میں مارتھا نے کہا تھا ۔میں ایلمر ہاؤز میں رہتی ہوں ۔

ایلمر ہاؤز --صادق نے متحیرانہ انداز میں دہرایا۔ وہ تو بڑی شاندار عمارت ہے ۔

ہاں میں وہیں رہتی ہوں ! مگر تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے ؟؟؟؟

کچھ نہیں ! میں نے سوچا تھا کہ میں تو اتنا مالدار نہیں ہوں کہ کوئی اتنی بڑی اور شاندار عمارت بنوا سکوں۔

تمہاری عمارت میرا ننھا سا دل ہے ، جہاں تم ہر وقت رہتے ہو۔

وہ پھر بے ڈھنگے پن سے ہنسا ۔

صفدر کو دونوں ہی پر غصّہ آرہا تھا۔

کھانا ختم ہوگیا اور صفدر سوچنے لگا کہ اٹھو بھی جلدی سے مردود ---- میں کئی راتوں سے ڈھنگ کی نیند کو ترس رہا ہوں--- ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی اس وقت گہری نیند سو جائے ۔اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس لڑکی کے معاملے میں بھی ایکس ٹو سے غلطی نہیں ہوئی۔

کیپٹن فیاض نے ایک طویل سسکاری لی اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا ۔اسے چار آدمیوں نے جکڑ رکھا تھا اور پانچواں اس کے انٹراوینس انجکشن دے رہا تھا --- داڑھی والے انگریز کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی ۔

وہ قریب ہی کھڑا تھا۔

تمہاری صحت بہت گِر گئی ہے کیپٹن ! اس لیئے مجبور ہوں ، میں نہیں چاہتا کہ دبلے ہوکر یہاں سے واپس جاؤ ۔

فیاض کچھ نہ بولا ---- جیسے ہی سرنج کی سوئی باہر آئی وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے ، لیکن وہ بے حس و حرکت کرسی پر پڑا رہا --- وہ سچ مچ کافی نقاہت زدہ نظر آنے لگا تھا۔آنکھوں کے گِرد سیاہ حلقے نمایاں ہو گئے تھے اور شیو بڑھا ہوا تھا۔

انجکشن کے بعد جب وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اب ان سے ٹکرا ہی جائے حشر جو کچھ بھی ہو ----وہ سیدھا ہوکر بیٹھ گیا ، لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اپنے پیروں پر کھڑا بھی نہ ہوسکے گا ، سارا جسم سنسناتا رہا اور پیروں میں تو بالکل ہی قوت نہیں رہ گئی تھی۔ویسے حواس خمسہ پر یہ کیفیت اثر انداز نہیں ہوئی تھی، وہ سوچ سکتا تھا ، اسے غصّہ بھی آسکتا تھا --- وہ قہقہے بھی لگا سکتا تھا ---- لیکن نہ جانے کیوں وہ اب خود کو پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ محسوس کرنے لگا تھا البتہ پہلے اس نے داڑھی والے انگریز کو برا بھلا کہا تھا اور اسے چیلنج کیا تھا لیکن اب اس میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ اس سے آنکھیں ملا سکتا ۔ تم اس وقت بالکل شیر کے بچّے معلوم ہو رہے ہو، انگریز نے قہقہہ لگایا۔

میرا مذاق مت اڑاؤ ---- تمہیں اس کے لیئے پچھتانا پڑے گا۔فیاض نے بدقت کہا۔

اٹھاؤ --- اسے ، انگریز غرّایا ۔ فیاض نے خود اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

چار آدمیوں نے اسے اٹھایا اور پھر ایک آدمی نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دیئے ، وہ اسے وہاں سے لے جا رہے تھے۔فیاض کی روح لرز گئی یہ تو وہی کمرہ تھا جہاں اس نے پچھلی رات اندھی لڑکی کا خوفناک رقص دیکھا تھا۔

اس نے اس صوفے کی طرف دیکھا جس پر پچھلی رات اس نے شاہد کی چیخیں سنی تھیں ، صوفے پر اس وقت بھی وہ رسّی نظر آئی جس سے شاہد کو باندھا گیا تھا۔اندھی لڑکی بھی اس کمرے میں موجود تھی، فیاض کو وہ کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا --- اس کا سر چکرا گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کبھی اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔ جتنا اس وقت ہوگیا تھا۔

صوفے پر گِرا کے باندھ دو۔ انگریز نے غرّا کر کہا۔

نہیں ---- نہیں ----- فیاض چیخا ، تم مجھے نہیں مار سکتے ، ہرگز نہیں مار سکتے ---- نہیں -"

وہ چیختا ہی رہ گیا ، لیکن اس کے جسم میں اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ان نے اس کام میں دشواریاں ہی پیدا کر سکتا۔

اسے کسی بے بس بکری کی طرح صوفے پر گِرا دیا گیا۔

اچانک اسی وقت مارتھا اور صادق کمرے میں داخل ہوئے۔

اوہ --- ڈیڈی ! " مارتھا خوفزدہ آواز میں بولی۔

یہ کون ہے تیرے ساتھ ؟؟ انگریز دہاڑا ۔ فیاض کو گِرا کر باندھنے والے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔فیاض بے حِس و حرکت پڑا ہوا آنے والوں کو گھور رہا تھا۔

اوہ ---- ڈیڈی --- یہ ہیں میرے دوست ---- مارتھا ہکلائی ۔

خاموش رہو ۔ انگریز نے گرج کر کہا ، کتنی بار تم کو منع کیا گیا ہے۔

یہ ---- یہ ---- اچھا آدمی ہے ۔

مجھے دیسی کتوں سے نفرت ہے۔

میں آدمی ہوں مسٹر ---- ذرا زبان سنبھال کے ، صادق نے غصیلے لہجے میں کہا۔

پکڑ لو ---- اسے بھی ---، انگریز نے اپنے آدمیوں کو للکارا۔صادق نے بڑی پھرتی دکھائی لیکن اندازے کی غلطی کی بناء پر چھلانگ لگاتے وقت اس کا پیر ایک کرسی کے پائے سے الجه گیا۔

بس اس کا گرا تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ۔ صادق چاروں طرف سے جکڑ لیا گیا۔۔مارتھا ہنس رہی تھی۔

ارے تم ہنستی ہو ، صادق دانت پیس کر بولا۔

پھر کیا کروں ---! تم تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کوہ قاف پر لے جاؤ گے ---- وہاں مجه سے شادی کرو گے!"

"ارے--- یہ کتے کا پلا تم سے شادی کی خواہش رکھتا ہے!"

"ہاں--- ڈیڈی--- ذرا دیکھو تو--- یہ کتے کا پلا!" مارتھا اٹھلائی۔

"بس تو پھر یہ بھی میرے غصے کا شکار ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو۔" انگریز بولا۔ پھر دفعتاً اس نے بلند آواز میں کہا۔ "کیپٹن موت کا ناچ شروع ہونے جا رہا ہے۔ اندھی لڑکی کا وار بہت کم خطا کرتا ہے۔ پچھلی رات تو تم آخری وار کا نظارہ کرنے کے لئے رکے ہی نہیں تھے۔ ورنہ اس اندھی آرٹسٹ کے کمال کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ خیر آج سہی۔آج تو خود تمہیں ہی یہ وار سہنا ہے۔ آج تم اچھی طرح داد دے سکو گے!"

"نہیں نہیں! تم ایسا نہیں کر سکتے۔" فیاض خوفزدہ سی آواز میں چیخا اور پھر اسے اپنی بے بسی پر رونا آ گیا۔ وہ کمزور دل کا آدمی نہیں تھا۔ فوجی زندگی میں بڑے بڑے معرکے جھیلے تھے! پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں سینکڑوں بار موت کے منہ میں جانے سے بچا تھا! لیکن آج کا خوف--- ایسا خوف اسے پہلے کبھی نہیں محسوس ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی خود کو بے بس تصور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی--- پھر کیا تھا؟ کیا اسی انجکشن کا اثر جو کچه دیر پہلے اسے دیا گیا تھا۔

"میں ایسے دیسی کتوں کو معاف کرنا پسند نہیں کرتا جو میری بیٹیوں کے چکر میں پڑیں!" انگریز کہہ رہا تھا۔ اچانک صادق نے فیاض کی طرف دیکھ کر مارتھا سے کہا۔ "کیا یہ حضرت بھی تمہارے عاشقوں میں سے ہیں!"

"بدتمیز لڑکے خاموش رہو۔" انگریز دھاڑا۔ "تمہاری موت ہی تمہیں یہاں لائی ہے۔"

"کیا یہ خوبصورت لڑکی موت ہے!" صادق نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"چپ رہو۔!" وہ پھر گرجا۔ "موت کا ناچ دیکھو۔ یہ اندھی لڑکی بہت اچھا ناچتی ہے۔"

"میرے پاپا کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔" صادق بڑبڑایا۔

"مگر یہ لڑکی موت ہے! نفرت ہے!" انگریز نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "یہ ناچتے ناچتے ٹھیک اس کے دل کے مقام پر خنجر پیوست کر دے گی! غور سے دیکھو! اور اس اندھی لڑکی کے کمال کی داد دو! اور کل تمہارا بھی یہی حشر ہوگا! تمہیں یہ اندھی محبت تمہارے گھر پہنچا دے گی۔"

گراموفون پر ریکارڈ بجنے لگا اور اندھی لڑکی خنجر چمکاتی ہوئی ناچنے لگی۔

کیپٹن فیاض اس طرح چیخنے لگا جیسے اس پر "نہیں نہیں" کا دورہ پڑ گیا ہو! لڑکی ناچتی رہی--- اور انگریز چیختا رہا--- "کیپٹن فیاض--- خاموش رہو--- فن کی قدر کرنا سیکھو۔ دہقان نہ بنو---! اس لڑکی نے بڑی محنت سے یہ کمال حاصل کیا ہے اس کا دل نہ توڑو--- لڑکی اگر تیسرے وار میں خنجر اس کے دل میں پیوست نہ ہوا تو یہی تمہارے سینے میں اتار دیا جائے گا۔ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو!"

لڑکی کچھ کہے بغیر ناچتی رہی اور فیاض دیوانوں کی طرح چیختا رہا اور پھر یک بیک خاموش ہو گیا۔

"کھچاک" کی آواز کے ساتھ خنجر اس کے سر کے قریب صوفے میں پیوست ہو گیا تھا۔ جیسے ہی لڑکی نے دوبارہ خنجر کھینچ کر ناچنا شروع کیا وہ پھر چیخنے لگا۔

صادق حیرت سے آنکھیں پھاڑے تماشا دیکھ رہا تھا۔ مارتھا اب وہاں موجود نہیں تھی۔

اچانک صادق نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا! آواز اتنی بلند تھی کہ تیز ترین موسیقی پر بھی حاوی ہو گئی۔ فیاض چیختے چیختے خاموش ہو گیا اور انگریز بھی اسے گھورنے لگا۔ مگر اس کا قہقہہ تھا کہ طویل ہی ہوتا جا رہا تھا۔ اتنی لمبی سانس کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکی! قہقہہ کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

"خاموش رہو۔۔ خاموش رہو۔" انگریز چیخا۔ لیکن قہقہہ نہ رکا۔۔ دفعتاً ریکارڈ ختم ہو گیا اور پھر تو سناٹے میں یہ قہقہہ بہت زیادہ بھیانک معلوم ہونے لگا! ریکارڈ دوبارہ نہیں لگایا گیا۔ اندھی لڑکی بھی رک گئی تھی۔

"خاموش رہو۔۔ خاموش رہو۔" انگریز پھر دھاڑا۔۔ اور پھر وہ لوگ بھی اسے جھنجھوڑ کر خاموش کرانے لگے، جو اسے پکڑے ہوئے تھے۔

دفعتاً صادق تڑپ کر ان کی گرفت سے آزاد ہو گیا! وہ لوگ دراصل اسی قہقہے کے جال میں پھنس کر غافل ہو گئے تھے۔

صادق کی لات اس آدمی کے سینے پر پڑی، جو سب سے پہلے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو۔ اس کے پیر زمین پر لگتے ہوئے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے وہ صرف ان کے سینوں پر پڑ رہے ہوں! اندھی لڑکی چیخ مار کر ایک جانب لڑھک گئی۔ کیونکہ اس بار کے سپاٹے میں صادق نے اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا تھا۔

یک بیک صادق اسی طرح اچھلتا کودتا اور انہیں لاتیں رسید کرتا ہوا بولا۔ "یہ دیکھو بیٹو۔۔ یہ ہے موت کا ناچ۔۔ اگر ہمت ہو تو مجھے ناچنے سے روک دو۔"

فیاض بری طرح چونکا! کیونکہ اس بار صادق کی آوا ز بدلی ہوئی تھی! ہوسکتا ہے ان لوگوں میں سے ایک آدھ کے پاس پستول یا ریوالور بھی رہے ہوں! لیکن انہیں اتنا ہوش نہیں تھا کہ وہ ان کے استعمال کے متعلق سوچ سکتے۔

"صفدر۔۔! بلا ضرورت دخل نہ دینا!" صادق نے چیخ کر کہا اور کیپٹن فیاض حلق پھاڑ کر چیخا "عمران"

"میں انہیں موت کا اصل ناچ دکھا رہا ہوں سوپر فیاض!" عمران نے اسی طرح اچھل اچھل کر لاتیں چلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پکڑو اسے!" یک بیک انگریز دھاڑا۔ پھر عمران نے اس کی جیب سے ریوالور بھی برآمد ہوتے دیکھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے عمران کی لات اس کے منہ پر پڑی اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔ ریوالور اچھل کر دور جا پڑا جسے ایک آدمی نے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر عمران بجلی کی سی سرعت سے اس پر جا پڑا۔ اس بار اس کا خنجر والا ہاتھ بھی چلا تھا۔ اس آدمی نے چیخ مار کر زمین پکڑ لی۔

"ڈاکٹر گلبرٹ!" عمران اسی طرح اچھلتا ہوا بولا۔ "تم میرے کمال کی داد نہیں دے رہے! دہقان نہ بنو بلکہ فن کی قدر کرنا سیکھو! ورنہ میں اسی طرح ناچتے ناچتے یہیں فنا ہو جاؤں گا۔"

ایک بار عمران چوک ہی گیا اور اس کی ٹانگ ڈاکٹر گلبرٹ کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ فرش پر ڈھی ہو گیا اور ڈاکٹر گلبرٹ سمیت پانچ آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"مار ڈالو۔۔۔ مار ڈالو۔۔۔!" گلبرٹ غرا رہا تھا۔

"عمران میں بالکل بے بس ہوں۔۔۔ مفلوج کر دیا گیا ہوں!" کیپٹن فیاض نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

"پروا نہ کرو!" عمران کا جواب تھا۔

وہ لوگ حقیقتاً نروس ہو گئے تھے اس لئے عمران پر گرتے وقت نہیں خیال نہیں رہ گیا تھا ابھی عمران کے داہنے ہاتھ میں خنجر موجود ہے! وہ تو انہیں اس وقت ہوش آیا جب ان کا ایک آدمی دونوں ہاتھوں سے پیٹ دبائے ہوئے بھینسوں کی طرح ڈکرا کر بائیں جانب لڑھک گیا۔ ان کی بوکھلاہٹ کی معراج تو یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھی کا حشر دیکھ کر عمران سے خنجر چھیننے کی بجائے اسے چھوڑ کر ہٹ گئے! اور اس کی پہل ڈاکٹر گلبرٹ ہی سے ہوئی تھی! وہ ویسے بھی لڑائی بھڑائی والا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا۔

اس بار ان کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی اس نے اس ریوالور پر قبضہ جما لیا جو ڈاکٹر گلبرٹ کی جیب سے برآمد ہوا تھا۔

"تم سب اپنے ہاتھ اٹھا دو۔" عمران نے پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا اور اب اس نے اپنا موت کا ناچ بھی روک دیا تھا۔

فیاض نے کراہ کر کروٹ لینے کی کوشش کی! لیکن بندش ڈھیلی نہیں تھی! اس لئے اس میں کامیابی کا سوال نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

"کیا تم لوگوں نے سنا نہیں!" عمران نے گرج کر کہا اور انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!

دوسرے دن ڈاکٹر گلبرٹ رحمان صاحب کے آفس میں لایا گیا! اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں!

عمران بھی موجود تھا اور فیاض ایک اپاہجوں والی پہئے دار کرسی پر لایا گیا تھا! ڈاکٹر گلبرٹ کے چہرے پر پریشانی ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔

اس نے رحمان صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم لوگ جاہل ہو! میں نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے!"

"ہم لوگ تو ازلی جاہل ہیں! لیکن تم اس کی پروا نہ کرو!" عمران بول پڑا۔

"میں ایک ایسا تجربہ کر رہا تھا جس سے مستقبل کی دنیا بڑی شاندار اور پرامن بن سکتی!"

"کیا تجربہ!" رحمان صاحب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"یہ بات تم جیسے حقیر آدمیوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ویسے مجھے یہ بتاؤ کہ میری وجہ سے کتنی جانیں ضائع ہوئی ہیں!"

"تین!"

"اور اس کے لئے تم مجھے پھانسی کے تختے تک لے جانا چاہتے ہو!" ڈاکٹر گلبرٹ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے!"

"کوشش کرو!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہاں کے ایک دریا پر ایک پل دیکھا تھا۔"

"ضرور دیکھا ہوگا! کیونکہ تم لڑکی کی طرح اندھے نہیں ہو!" عمران نے کہا۔

"پوری بات سنو!" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔

"سناؤ!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"اس پل پر ایک یادگار بھی نظر آئی تھی جس پر تحریر تھا! ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے اپنی جانیں دے کر اس پل کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے تجربے میں ضائع ہونے والوں کی یادگار بناؤ اور اس پر لکھو۔ "ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے انسانیت کا مستقبل سنوارنے کے سلسلے میں اپنی جانیں دی ہیں اور انہیں جس نے استعمال کیا تھا اسے بھی ہم سلام کرتے ہیں!"

"سلام کرو سوپر فیاض!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم خاموش رہو۔" رحمان صاحب نے اسے ڈانٹا اور وہ مسکین سی صورت بنا کر رہ گیا۔

"اس آدمی کو یہاں سے ہٹا دو ! ورنہ میں اپنے سر پر ہتھکڑیاں مار لوں گا۔" ڈاکٹر گلبرٹ نے عمران کو گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔

"تم اپنا بیان جاری رکھو وہ اب نہیں بولے گا۔" رحمان صاحب بولے۔

"میں نے میڈیکل سائنس میں اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے!"

"ارے کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے!" رحمان صاحب بھی جئھنجھلا گئے!

"اسے میرے حوالے کر دیجئے جناب!" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"بیکار باتیں نہ کرو!" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر گلبرٹ سے بولے۔ "یہ بتاؤ کہ میرے محکمے کا وہ آفیسر شاہد کیسے ٹھیک ہوگا۔"

"بس ایک سال بعد وہ ممی کو ممی اور پاپا کو پاپا کہنے لگے گا؟"

"کیا مطلب؟"

"یہ سمجھ لو کہ وہ بالکل دوبارہ پیدا ہوا ہے اپنی پچھلی زندگی اسے کبھی نہ یاد آ سکے گی! وہ بالکل اسی طرح آہستہ آہستہ شعور و ا دراک حاصل کرے گا! جیسے نوزائیدہ بچے کرتے ہیں اور اسے بھی یاد رکھو کہ اس کی جتنی بھی عمر ہے اتنی ہی اس کی زندگی اور بڑھ گئی ہے!"

"اس سے تمہارا کیا مقصد ہے؟"

"آدمی کی شخصیت بدل دینا! لاؤ میرے پاس بڑے سے بڑا عادی مجرم لاؤ! میں اسے ایک نوزائیدہ بچہ بنا دوں گا۔ پھر جس راستے پر چاہو اسے لگا دو۔ اسی پر چل نکلے گا اور اپنی زندگی اسے کبھی نہ یاد آئے گی! کیا اس طرح دنیا کے بہت برے آدمی اچھے نہیں بن سکتے!"

"یار تم نے وہیں کیوں نہیں بتا دیا تھا!" عمران نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "ورنہ میں سوپر فیاض کی جگہ خود کو پیش کر دیتا۔!" عمران پھر بول پڑا۔

لیکن ڈاکٹر گلبرٹ اس کی پروا کئے بغیر کہتا رہا۔ "آج تم مجھے پھانسی دے دو۔ لیکن کل کی دنیا تمہارے نام پر تھوکے گی!"

"یہ سارا قصور تمہاری بکرا سٹائل کی داڑھی کا ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا مگر گلبرٹ اب بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

"دو لاشوں کے پھٹ جانے کی ذمہ داری پولیس پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان لاشوں کو ہاتھ نہ لگایا جاتا تو وہ کبھی پھٹتیں!"

"مگر دوسری لاش کو تو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا!" رحمان صاحب بولے۔

"دراصل لاشوں پر سایہ نہ پڑنا چاہئے! کسی چیز کا سایہ بھی انہیں تباہ کر سکتا ہے۔ تم یوں نہیں سمجھو گے! وضاحت کرنی پڑے گی۔ جس پر بھی تجربہ کیا گیا ہے پہلے اس کے قلب کی حرکت بند کی جاتی ہے۔ اور پھر اسے برہنہ کر کے کسی ایسی جگہ

دھوپ میں ڈال دیا جاتا ہے جہاں اس پر صرف دھوئیں کا سایہ پڑ سکے یعنی اس پر پڑنے والی سورج کی شعاعیں دھوئیں سے گذر کر اس کے جسم کے کسی حصے پر پڑیں۔ اسی لئے میں نے اس کام کے لئے مل ایریا کو منتخب کیا تھا۔!"

عمران نے فیاض کو گھور کر دیکھا!

"کیپٹن فیاض کو میں نے اسی لئے پکڑا تھا کہ کم از کم ایک تجربہ تو کامیاب ہو جائے! صرف پولیس ہی لوگوں کو لاش کے قریب جانے سے روک سکتی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو انسپکٹر شاہد کے بھی پرخچے اڑ گئے ہوتے! پھر میں نے اس تجربہ کے لئے کیپٹن فیاض کو منتخب کیا! لیکن بہرحال مجھے شکست ہو گئی!"

"تم بہر حال قاتل ہو!" رحمان صاحب نے کہا۔ "اگر تم بذات خود اس معاملے میں نہیں ہو تو یہ قتل تماری ہی ایماء پر ہوئے ہیں! اور وہ اندھی لڑکی!"

"اندھی لڑکی نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا!" گلبرٹ بولا۔

"تم جھوٹے ہو!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تمہیں شاہد کے جسم پر زخم کا نشان دکھانا پڑے گا۔"

"زخم کا نشان تو نہیں ہے!" رحمان صاحب نے سر ہلا کر کہا۔

"اگر ہوتا تو تہمارے بیان کے مطابق دل ہی کے مقام پر ہوتا لیکن شاہد کا جسم بالکل بے داغ ہے!"

"وہ لڑکی اندھی نہیں ہے! بلکہ اندھے پن کی بہترین ایکٹنگ کرتی ہے! میں اس ڈرامے کا مقصد بھی واضح کئے دیتا ہوں! دراصل قلب کی حرکت خوف کے مارے خود بخود بند ہو جاتی ہے کیونکہ یہ تجربہ کسی ایسے ہی آدمی پر کیا جاتا ہے جس کی موت حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہو! سب سے پہلے ایسے آدمی کو ایک انجکشن دیا جاتا ہے۔ اس انجکشن کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے اثر

سے معمولی سا خوف بھی کوئی بھیانک شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگ سہم کر خود بخود مر جاتے ہیں! شاہد تیسرے وار سے پہلے ہی مر گیا تھا۔"

"کیپٹن فیاض کو وہ منظر اسی لئے دکھایا گیا تھا کہ وہ پہلے ہی سے خوفزدہ ہو جائے تاکہ عین وقت پر آسانی سے ہارٹ فیل ہو سکے!"

فیاض بیٹھا دانت پیس رہا تھا اور عمران کبھی کبھی رحمان صاحب کی نظریں بچا کر اسے منہ چڑھا دیتا تھا۔

"مگر لاشیں پھٹ کیوں جاتی ہیں!" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"کیونہ وہ ادویاتی اجزاء جو اس کی کایا پلٹ کر کے لاش کے جسم میں پہنچائے جاتے ہیں دھوئیں کی پرچھائیں کے علاوہ اور کسی قسم کا سایہ نہیں برداشت کر سکتے! اگر کوئی دوسرا سایہ پڑ گیا تو بم ہی کا سا انغمار ہوتا ہے اور آس پاس کی چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی آدمی اس کے قریب ہو تو اس کے بھی چیتھڑے اڑ جاتے ہیں۔ دراصل دھوئیں کا سایہ ہی ان ادویات کو دوبارہ حرکت قلب جاری کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دوسری لاش پر ایمبولینس گاڑی کا سایہ پڑ گیا تھا اس لئے اس کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے میرے ملک کے سفیر کے حوالے کر دو! تم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ میں کیا ہوں!"

"باگڑ بلے!" عمران بچوں کے سے انداز میں ہنسا اور کیپٹن فیاض کو آنکھ ماری!

"کیا؟" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔

"کچھ نہیں! میں نے کہا کہ اب تم اس کا فارمولا مجھے بتا دو!"

"میں قوم کے سارے بڑے لیڈروں کو دوبارہ پیدا کر کے از سر نو قوم کی مرمت کرانا چاہتا ہوں! اگر ایک آدھ پولیس والا دوبارہ پیدا ہو گیا تو اس سے کیا ہوتا ہے!"

"عمران خاموش بیٹھو۔۔۔! یا چلے جاؤ!" رحمان صاحب نے پھر اسے ڈانٹا!

عمران نے مضبوطی سے ہونٹ بند کر لئے!

"وہ لڑکی ہلدا کب ٹھیک ہوسکے گی!"

"اسے دنیا کی کوئی طاقت دوبارہ صحیح الدماغ نہیں بنا سکتی! اسے محض اس خیال سے پاگل بنا دیا گیا تھا کہ پولیس ہماری راہ پر نہ لگنے پائے اور ہم کسی صورت سے اپنے تجربے کو کامیاب بنا لیں!"

"کیپٹن فیاض کی حالت بھی بہتر نہیں ہے!" رحمان صاحب نے کہا۔

"وہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے! لیکن کم از کم ایک ہفتہ ضرور آرام کرنا چاہئے!"

ڈاکٹر گلبرٹ نہ تو خائف نظر آتا تھا اور نہ ہی اس کے چہرے پر جذباتی انتشار ہی کے نشان پائے جاتے تھے! انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی بہت بڑا آدمی پریس کانفرنس سے مخاطب ہو۔

وہ کہہ رہا تھا! "میں انسانیت کا محسن ہوں! میری قدر کرو۔ مجھے سر پر بٹھاؤ!"

"میں تمہیں بیل کے سر پر بٹھا سکتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"کیونکہ تم انسانیت کے دشمن ہو! تمہارے فرشتے بھی اس طرح انسانیت کی کایا پلٹ نہیں کر سکتے! کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی آدمی کی کایا پلٹ کرنے کے بعد تم نے اس کا تدریجی نشوونما کا جائزہ لیا ہو!"

"نہیں ابھی نہیں!"

"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دوبارہ اسکی نشوونما تمہارے اندازے کے مطابق ہی ہوگی!"

"ہو سکتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگے! اور ساری زندگی بھونکتا ہی رہے!"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا!"

"تم دیوانے ہو۔۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔"تمہیں ہوش مند سمجھنا بھی دیوانگی ہی کہلائے گی!"

"بکواس مت کرو۔۔ تم لوگ ابھی کنویں کے مینڈکوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے!"

"یہی وجہ ہے کہ اب تک وحشت اور دیوانگی کی حدود میں داخل نہیں ہوئے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ گیا۔

باہر نکل کر وہ کچھ ہی دور چلا ہوگا کہ صفدر سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔

"واہ۔۔ استاد!" اس نے کہا !"کمال ہی کر دیا آپ نے، جب خود یہ سب کچھ کر رہے تھے تو پھر مجھے بور کرنے کی کیا ضرورت تھی! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ صادق آپ ہی ہوں گے!"

"بور کیا تھا! تمہارے چوہے ایکس ٹو نے۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ۔۔!"

"یہ آپ نہیں کہہ سکتے! کیونکہ آپ نے پچھلی رات مجھے آواز دے کر کہا تھا کہ میں بلا ضرورت مداخلت نہ کروں!"

"ارے ہاں ۔۔ میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں اپنا تعاقب کرتے دیکھا تھا۔۔ مگر میں تو سمجھا تھا کہ شاید تمہیں وہ لڑکی پسند آ گئی ہے!"

"عمران صاحب مجھے بیوقوف نہ بنایا کیجئے! اف فوہ! کل رات کی اچھل کود! میرا تو سر چکرا گیا تھا! آپ کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔!"

"اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ بھنگ ایک بہت واہیات نشہ ہے!"

"کیا مطلب!"

""پچھلی رات کسی نے مجھے بھنگ پلائی تھی!"

صفدر ہنسنے لگا ! اور عمران نے ایسی شکل بنا لی جیسے اسے پچھلی رات بھنگ پی لینے پر بے حد شرمندگی ہو! پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "یہ ایکس ٹو بڑا خطرناک ہے!"

"کیوں؟"

"کل وہ خود بھی بیلمر ہاؤس میں موجود تھا۔!"

"ہاں میرا خیال ہے کہ میں نے بھی اس کی جھلک دیکھی تھی۔ وہ سیاہ سوٹ میں تھا اور اس کے چہرے پر سیاہ نقاب موجود تھا! مگر عمران صاحب یہ قصہ کیا ہے!"

عمران نے اسے مختصر بتانے کی کوشش کی!

"مگر مقصد کیا تھا؟" صفدر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔ بس دیوانگی! یار یہ آدمی خود کو اشرف المخلوقات کہتا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ گدھوں سے زیادہ اونچا نہیں ہے! بلکہ میرا خیال ہے کہ گدھوں سے بھی بدتر ہے!"

"کیوں؟"

"گدھے کبھی گدھے پن کی حدود سے تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کرتے! مگر آدمی خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کرتا رہتا ہے کوئی صاحب کینچوؤں کے پیچھے پڑ گئے ہیں! کوئی صاحب چیونٹیوں کا شجرہ نسب جاننے کی فکر میں ہیں! کوئی صاحب پرندوں سے رسم و راہ پیدا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں! اب ایک صاحب اٹھے تھے کہ آدمی ہی کی کایا پلٹ کر کے رکھ دیں!"

"کام واقعی شاندار تھا عمران صاحب!" صفدر نے کہا۔

"بشرطیکہ اسے قانون کی حمایت حاصل ہو جاتی دوبارہ اس طرح حرکت قلب جاری کرنا کہ آدمی کی شخصیت ہی بدل جائے!"

"لیکن جو تین جانیں ضائع ہو گئیں اسے کس کھاتے میں ڈالو گے!"

"کاش اسے قانون کی حمایت حاصل ہوتی!" صفدر نے کہا۔

"ایسی دیوانگیوں کو بعض اوقات قانون کی بھی حمایت حاصل ہو جاتی ہے! خطرناک ایجادات کے سلسلے میں نہ جانے کتنی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور یہ قوانین ہی کے سائے میں ہوتا ہے۔ پچھلی جنگ عظیم کو مختلف ممالک کے قوانین کی ہی حمایت حاصل تھی۔ قوانین ہی کے سائے تلے لاکھوں آدمیوں کی لاشوں پر فتح کے جشن برپا کئے گئے تھے۔۔۔ اور کتنی مثالیں دوں!"

دفعتاً عمران چلتے چلتے رک گیا۔ صفدر بھی رکا۔۔۔؟ اور عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں سڑک پر ناچنا شروع کر دوں!"

"اگر آپ ایسا کر بیٹھے تو میں اسے دیوانگی کہوں گا۔ عمران صاحب!"

"تم دیوانوں کی سی باتیں کر رہے ہو صفدر! اگر تمہیں دنیا میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کرنا۔ میں اسے کسی عجائب گھر مں‌یں رکھوا دوں گا تاکہ دیوانے اسے دیکھ کر محظوظ ہو سکیں! اگر میں اس سڑک پر ناچنا شروع کر دوں تو تم مجھے دیوانہ کہو گے لیکن لاشوں پر ناچنے والے سورما کہلاتے ہیں! انہیں اعزاز ملتے ہیں! ان کی چھاتیاں تمغوں سے سجائی جاتی ہیں۔

"بھاگو صفدر۔۔۔ میں ناچنے جا رہا ہوں۔۔۔ بھاگو ورنہ میرے ساتھ تم بھی پکڑ کر بند کر دیئے جاؤ گے۔"

"بھاگو۔۔۔!"

ڈاکٹر گلبرٹ پر مقدمہ چل رہا ہے۔۔۔ دوسری طرف اس کے ملک کی حکومت کوشاں ہے کہ اسے اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس کی موافقت میں بین الاقوامی رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔ اس کے کارنامے کے متعلق اس ملک میں بڑے بڑے اونچے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ بڑی پرمغز تقریریں کی جا رہی ہیں۔ اور عمران صفدر سے کہتا ہے کہ اگر تمہیں دنیا میں ایک بھی ہوشمند آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کر دینا۔